ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

5 رجب المرجب ۱۴۳۵ھ ــــ مئی ۲۰۱۴ء

قادیانیوں کے جدید اِرتدادی ہتھکنڈے اور پاکستان کا گھیراؤ

خلیفۂ راشد امیر المؤمنین

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

شخصیت، سیرت و کردار

- پاکستان کا امن واستحکام، صرف نفاذِ اسلام
- قادیانی لابنگ اور پنجاب حکومت
- مدارس سے متعلّق قومی اسمبلی کی قرارداد
- ختم نبوت اور خاتم النبیین کا قرآنی مفہوم
- ''ضربِ کلیم'' اور احمدیت
- مُدبّرِ احرار ماسٹر تاج الدین انصاری رحمۃ اللہ علیہ

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ـــــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مدرسہ معمورہ

بانی: سیّد عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

قائم شدہ: 28 نومبر 1961ء

دارِ بنی ہاشم

مہربان کالونی ملتان

خصوصیات

- ★ الحمدللہ مدرسہ معمورہ اپنے تعلیمی وفکری سفر میں ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے
- ★ حفظ وناظرہ قرآن اور درسِ نظامی میں درجہ متوسطہ سے مشکوٰۃ شریف تک داخلے
- ★ دارالافتاء کا قیام ★ صرف ونحو کا، ماہر اساتذہ کی نگرانی میں اجراء
- ★ علمی، فکری، اخلاقی اور روحانی تربیت ★ تقریر وتحریر کی تربیت ★ دارالمطالعہ کی سہولت
- ★ ماہانہ مجلس ذکر ★ سالانہ ختم نبوت کورس ★ طالبات کے لیے جامعہ بستانِ عائشہ میں حفظ وناظرہ قرآن، درسِ نظامی اور پرائمری، مڈل شعبوں میں تعلیم جاری ہے

تعمیری منصوبے

● وسیع بیسمنٹ ہال ● دارالقرآن ● دارالحدیث ● دارالمطالعہ

اور دارالاقامہ کے لیے 24 کمروں پر مشتمل دومنزلہ عمارت کی تعمیر شروع کی جا رہی ہے۔

تخمینہ لاگت بیسمنٹ ہال (20,00,000) بیس لاکھ روپے، لاگت فی کمرہ چار لاکھ روپے ہے

تخمینہ لاگت درس گاہیں، ہاسٹل، لائبریری، مطبخ (1,00,00,000) ایک کروڑ روپے

صدقہ جاریہ میں حصہ لیں اور نقد وسامان تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرما کر اجر حاصل کریں۔

نیز طلباء کی ضروریات کے لیے زکوٰۃ وعشر، صدقات اور عطیات سے تعاون فرمائیں۔

ترسیلِ زر

بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 0278-37102053

یو بی ایل، ایم ڈی اے چوک ملتان

رابطہ

061 - 4511961

0300-6326621

majlisahrar@yahoo.com

majlisahrar@hotmail.com

الداعی الی الخیر

ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری

مہتمم مدرسہ معمورہ ملتان

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

بیاد: سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جلد 25 شمارہ 5 رجب 1435ھ — مئی 2014ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

تشکیل

دل کی بات:	پاکستان کا امن و استحکام صرف "نفاذِ اسلام"	مدیر	2
شذرہ:	قادیانی لابنگ اور پنجاب حکومت	عبداللطیف خالد چیمہ	4
افکار:	مدارس سے متعلق قومی اسمبلی کی قرارداد	مولانا زبیر احمد صدیقی	5
//	قادیانیوں کے جدید ارتدادی ہتھکنڈے اور پاکستان کا گھیراؤ	ڈاکٹر محمد عمر فاروق	7
//	سنگین وفاداری	عبداللہ طارق سہیل	11
//	"نہیں، نہیں"	حبیب الرحمٰن بٹالوی	13
دین و دانش:	امیر المؤمنین، خلیفۂ راشد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ قبول اسلام اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی سعادت	مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ	15
//	خلیفۂ راشد، امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ شخصیت، سیرت و کردار	محمد عرفان الحق ایڈووکیٹ	19
ادبیات:	نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم	محمد یوسف طاہر قریشی	26
//	اَفْضَلُ الْبَشَرِ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ اَبُوْ بَکْرٍ رضی اللہ عنہ	مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: سید صبیح الحسن ہمدانی	27
//	منقبت در مدح خلیفۂ بلافصل رسول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	محمد سلمان قریشی	30
//	منقبت خلیفۂ راشد، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ	محمد یوسف طاہر قریشی	31
//	"امیر ما! ایں سردر رہ خدا حاضر است"	انجینئر احسن عزیز شہید رحمۃ اللہ علیہ	32
شخصیت:	مدیر احرار، ماسٹر تاج الدین انصاری رحمۃ اللہ علیہ	شورش کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ	34
آپ بیتی:	ورق ورق زندگی (قسط: ۳۵)	پروفیسر خالد شبیر احمد	37
مطالعۂ قادیانیت:	ختم نبوت اور خاتم النبیین کا قرآنی مفہوم اور قادیانی تحریفات و تلبیسات	حافظ عبید اللہ	43
//	"ضربِ کلیم" اور احمدیت (دوسری و آخری قسط) پروفیسر یوسف سلیم چشتی مرحوم کے مضمون کا ضمیمہ	تشکیل عثمانی	47
//	شناخت کی چوری۔ ایک سنگین جرم	پروفیسر مسعود اختر ہزاروی	53
حسنِ انتقاد:	تبصرۂ کتب	محمد نعمان سنجرانی / سید عطاء المنان بخاری	55
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام کی سرگرمیاں	ادارہ	58
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	64

فیضانِ نظر
حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی
حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری ابن امیر شریعت دامت برکاتہم

مدیر مسئول
سید محمد کفیل بخاری
kafeel.bukhari@gmail.com

رفقائے فکر
عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد
مولانا محمد مغیرہ • محمد عمر فاروق
قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس
سید صبیح الحسن ہمدانی
sabeeh.hamdani@gmail.com
سید عطاء المنان بخاری
atabukhari@gmail.com

تزئین
محمد نعمان سنجرانی
nomansanjrani@gmail.com

سرکولیشن منیجر
محمد یوسف شاد 0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ
اندرون ملک —— 200/- روپے
بیرون ملک —— 4000/- روپے
فی شمارہ —— 20/- روپے

ترسیل زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت
بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100
بینک کوڈ 0278 یو بی ایل ایم ڈی اے چوک ملتان

رابطہ
دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
☎061-4511961
www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

تحریک تحفظ ختم نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات
مدیر

پاکستان کا امن واستحکام صرف ''نفاذِ اسلام''

یہ عجیب واقعہ ہے کہ ہم گزشتہ سڑسٹھ (۶۷) برسوں سے پاکستان میں قیامِ امن اور استحکام ملک کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ قیامِ ملک کے ساتھ ہی آزمائشوں اور امتحانات کا سلسلہ شروع ہوا جو اب تک جاری ہے۔ حکمرانوں اور ملک کے سیاہ وسفید کے ''موروثی اور پشتینی'' مالکوں نے کبھی سوچنے کا تکلف ہی نہیں کیا کہ آخر ایسا کیوں ہے؟ ہر قوم اور ملک کی ایک پہچان اور شناخت ہوتی ہے۔ جو قومیں اپنی شناخت کی حفاظت کرتی ہیں، وہی باقی رہتی ہیں۔

تحریکِ پاکستان کے رہنماؤں نے ہندوستان کے مسلمانوں کو ''دوقومی نظریے'' کے تحت ایک اسلامی ریاست کے قیام کا خواب دکھایا۔ پاکستان کا مطلب کیا۔ لا الٰہ الاّ اللہ کا نعرہ لگایا۔ قرآنی نظام کے نفاذ کے لیے دو لاکھ مسلمانوں نے جان کی قربانی دی، املاک اور جائدادیں تباہ ہوئیں، عزتیں تار تار ہوئیں اور مسلمان لاکھوں کی تعداد میں ہندوستان چھوڑ کر نئے وطن پاکستان آ گئے۔ لیکن وہ خواب ہنوز تشنۂ تعبیر ہے اور وعدے وفا کے منتظر ہیں۔ حکمران، سیاست دان اور وطن عزیز پر ناجائز قابض سیکولر فاشسٹ اور لبرل انتہا پسند سرے سے قیامِ پاکستان کے مقاصد، نعروں اور وعدوں سے منحرف ہو گئے ہیں۔ وہ قیام پاکستان کے نئے مقاصد لے کر ایک نیا پاکستان بنانے کے سفر پر چل نکلے ہیں۔ ۶۷ برسوں کی کارگزاری یہ ہے کہ ہم آدھا ملک گنوا بیٹھے اور نئے پاکستان کی تکمیل اور تعمیر وترقی پر کتنے سال لگیں گے یہ خود حکمرانوں کو بھی معلوم نہیں۔ اس لیے کہ نئے پاکستان کا ایجنڈا عالمی طاغوت کا ڈیزائن کردہ ہے جو پاکستان کو اس کی نظریاتی اساس وشناخت اور مقاصد سے محروم کرنا چاہتا ہے۔ پاکستان میں صدارتی نظام، پارلیمانی نظام اور مارشل لا کے فوجی نظام کے مسلسل تجربات کے باوجود امن قائم ہوا نہ استحکام۔ پہلے صدارتی نظام کو مقدس کہا گیا پھر فوجی نظام کو ترقی وفلاح کا ضامن قرار دیا گیا اور اب پارلیمانی نظام کو ملک کی بقاء واستحکام کا واحد ذریعہ کہا جا رہا ہے۔ اسی چکر میں قوم کی آرزوؤں، خواہشوں اور خوابوں کا خون کر دیا گیا۔ چین ہمارے بعد آزاد ہوا لیکن آج ترقی کے بامِ عروج پر ہے۔ گزشتہ ماہ چین کے صدر شی جن پنگ نے اپنے دورۂ یورپ کے دوران برجز میں کالج آف یورپ کے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ:

> ''چین میں کثیر الجماعتی سیاسی نظام پر مشتمل جمہوریت قابلِ عمل نہیں۔ ہمارے عوام اپنی ترقی کے راستے کا انتخاب خود کرتے ہیں۔ ہمارے لیے کسی غیر ملکی سیاسی یا ترقیاتی ماڈلز کی نقل کرنا اور اُن پر عمل پیرا ہونا تباہ کن ہوگا، چین کا آئین کمیونسٹ پارٹی کی طویل المدت قیادت کا غماز ہے، صدارتی نظام، ملٹی پارٹی سسٹم، پارلیمنٹری ازم، امپیریل ازم اور آئینی مونارچی کوئی بھی نظام چین میں کام نہ کر سکا۔ اس کی وجہ چین کی منفرد تاریخی اور سماجی صورت حال ہے۔ چینی عوام دوسروں کے جوتوں میں اپنے پاؤں نہیں پھنساتے۔'' (نوائے وقت ملتان، ۳؍ اپریل ۲۰۱۴ء)

چین ایک کافر ملک ہے، وہاں کے عوام نے سوشلسٹ نظام کو اپنے لیے قبول کیا اور اسی کے دائرے میں ملک و

قوم کی ترقی وخوشحالی اور امن واستحکام کی راہیں تلاش کیں اور کامیاب ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو دین (نظامِ حیات) عطا فرمایا وہ ہمیشہ کے لیے اور قیامت تک ہر زمانے کے انسانوں کے لیے رہنمائی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو حکم فرمایا: ’’اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً ‘‘ اسلام میں مکمل طور پر داخل ہو جاؤ۔ اسلام کے مقابلے میں دنیا کے تمام نظام کفر کے ماسوا کچھ نہیں۔ اسلام کفریہ نظاموں کے سہاروں کا محتاج نہیں۔ چودہ سو سال پہلے اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ورسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانے میں کسی نظام سے مفاہمت نہیں کی۔ بلکہ پوری قوت کے ساتھ اللہ کے دین کو دنیا کے سامنے پیش کیا اور اسلام اپنی پہچان اور شناخت کے ساتھ غالب ہوا۔ نظام ہائے کفر وطاغوت نہ پہلے اسلام اور مسلمانوں کے خیر خواہ تھے نہ اب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر قدم پر ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔ ارشاد ہے:

> ’’یہ (غیر مسلم) چاہتے ہیں کہ اللہ کی روشنی کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں اور اللہ تعالیٰ تو اپنی روشنی مکمل طور پر پھیلا دے گا خواہ یہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔‘‘ (توبہ:۳۲، صف:۸)

پاکستان میں آگ اور بارود کا جو خونی کھیل جاری ہے یہ نظامِ کفر سے مفاہمت، عہد شکنی، وعدوں کی پامالی اور منافقانہ نظامِ سیاست کو اپنانے کا نتیجۂ بد اور فطری سزا ہے۔ مسلمان کہلاتے ہوئے کفریہ نظاموں میں قوم اور ملک کی فلاح کی راہیں ڈھونڈنے والے کبھی کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکتے۔ اس سے بڑی منافقت اور کیا ہوگی کہ پاکستان کے آئین میں تو اسلام ہے لیکن، حکمرانوں اور حکومت میں کہیں نہیں۔ فرمایئے امن کیونکر قائم ہوگا اور استحکام کیسے حاصل ہوگا؟

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں ایمان والوں کو واضح طور پر فرمایا ہے:

> ’’جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو (شرک کے) ظلم سے مخلوط نہیں کیا اُن کے لیے امن ہے اور وہی ہدایت پانے والے ہیں۔ (انعام:۸۲)

آج وطنِ عزیز جس بدترین بدامنی، دہشت گردی اور عدمِ استحکام کا شکار ہے اس کی سب سے بڑی وجہ قیامِ پاکستان کے مقاصد سے کلّی انحراف، بغاوت اور کفریہ نظاموں کی اطاعت وفرماں برداری ہے۔ حد تو یہ ہے کہ آئین میں جو تھوڑا بہت اسلام موجود ہے اس کو بھی غیروں کے کہنے میں آکر ختم کرنے کی باتیں ہو رہی ہیں۔ اسلامی نظریاتی کونسل ایک آئینی ادارہ ہے اس کی سفارشات پر عمل درآمد تو درکنار اب اسمبلی میں اس ادارے کو ختم کرنے کی قراردادیں منظور کی جا رہی ہیں۔ خیر اور شر کی قوتوں میں اپنی اپنی شناخت کی جنگ ازل سے جاری ہے۔ دینی قوتوں پر آزمائشیں آتی رہی ہیں اور اہل دین صبر اور صلوٰۃ کے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر ہمیشہ یہ جنگ جیتتے رہے ہیں۔ جس قوم کے پاس اللہ کی آخری کتاب قرآن مجید اور آخری رسول سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ہو وہ اللہ کے سِوا کسی کی غلام اور محکوم نہیں رہ سکتی۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دیے ہوئے نظامِ حیات ’’اسلام‘‘ ہی میں ہماری حیات، ترقی اور کامیابی مضمر ہے۔ اللہ سے بدعہدی کی سزا ناکامی اور ذلّت ورسوائی ہے۔ حکمران ملک میں امن اور استحکام چاہتے ہیں تو نفاذِ اسلام کے وعدوں کو ایفا کریں۔

ایک قرآں ہے جہاں بھر کے مصائب کا علاج
سب سوالات کے حل اس کے جوابوں میں ملیں

عبداللطیف خالد چیمہ

قادیانی لابنگ اور پنجاب حکومت

پاکستان اور مسلمان عالمی ایجنڈے کی زد میں ہیں اور بزور طاقت ہم سے ہمارا عقیدہ بھی چھیننے کی کوشش ہو رہی ہے، ہمارے حکمران اپنے وطن اور شہریوں کی نمائندگی کی بجائے اغیار کے ایجنڈے کو آگے بڑھا رہے ہیں، قادیانی گروہ کی اسلام دشمنی اور وطن عزیز کے خلاف نت نئی سازشیں سامنے آ رہی ہیں، بیرون ممالک پاکستانی سفارت خانے اور سفیر وطن عزیز کے خلاف قادیانی ریشہ دوانیوں کو مسلسل نظر انداز کر رہے ہیں، ایک رپورٹ کے مطابق چند ہفتے پیشتر قادیانی مرزا مسرور احمد کا انتہائی معتمد عطاء الحق (المعروف اے حق) ایک قادیانی گروپ کے ساتھ لندن سے پاکستان آیا جہاں صوبائی وزیر تعلیم رانا مشہود کے ذریعے اُس نے وزیر اعلیٰ ہاؤس تک خاصا رسوخ حاصل کیا حتیٰ کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کا سپیچ رائٹر بن گیا اور مختلف امور میں اثر انداز ہو رہا ہے، عطاء الحق لندن میں قادیانی جماعت کے ہفت روزہ ''یو کے ٹائمز'' کا ایڈیٹر بھی ہے اور وہ لندن میں مختلف حوالوں سے خاصا بدنام بھی ہے، اطلاعات کے مطابق موصوف نے گزشتہ سال دسمبر میں پنجاب کے وزیر تعلیم رانا مشہود کے اعزاز میں ایک ہوٹل میں ''فن نائٹ'' کے نام سے ڈانس پارٹی کا اہتمام کیا تھا، اس نے معذور افراد کے نام پر لندن میں ایک فراڈ بھی کیا تھا اور گرفتار بھی رہا بعد ازاں قادیانی قیادت کے اثر و رسوخ کی وجہ سے رہا ہوا۔ یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ اگست 2011ء میں برطانیہ اور امریکہ کے اخبارات میں پاکستانی ہائی کمیشن کی جانب سے ایک وضاحت بھی شائع ہوئی تھی، جس میں بیرون ممالک پاکستانیوں کو انتباہ کیا گیا تھا کہ وہ پاکستانی ہائی کمیشن کے نام پر فراڈ کرنے والے عطاء الحق سے ہوشیار رہیں۔ عطاء الحق (اے حق) کو نہ صرف صوبائی وزیر تعلیم کی مکمل سرپرستی حاصل ہے بلکہ وہ بعض اہم فیصلوں اور قادیانی جماعت سے متعلقہ معاملات پر اثر انداز بھی ہو رہا ہے۔ اس صورتحال سے اِس تاثر کو بھی تقویت ملتی ہے کہ چند ماہ پہلے قومیائے گئے تعلیمی اداروں کی قادیانیوں کو واپسی کا جو مسئلہ کھڑا ہوا تھا وہ بھی اِنھی ہاتھوں کا کیا دھرا تھا، مزید برآں لندن کے ایک انگریزی ہفت روزہ ''لوٹن آن سنڈے'' اور بعض دیگر اخبارات میں قادیانیوں کی جانب سے توہین رسالت اور قادیانیوں کو مسلمان ظاہر کرنے کے حوالے سے مواد شائع کرایا گیا، جس پر لندن کے علماء کرام کے ایک نمائندہ وفد نے متعلقہ اخبار کو مکمل صورتحال سے آگاہ کیا جس پر اخبار نے معذرت اور مسلمانوں کا مؤقف شائع کیا، یہ ایک ایسی بیداری ہے جس نے قادیانیت اور عالم کفر کو پریشان کر رکھا ہے۔ میڈیا کے ذریعے قادیانی لابنگ کے اثرات کو زائل کرنا ملکی اور عالمی سطح پر ضروری ہو گیا ہے، ہمیں اس طرف زیادہ توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہے۔

ڈاکٹر محمد عمر فاروق

قادیانیوں کے جدید اِرتدادی ہتھکنڈے اور پاکستان کا گھیراؤ

۱۹۸۴ء میں قانونِ امتناع قادیانیت کے نفاذ کے فوراً بعد جب قادیانیوں نے پاکستان میں اپنی سرگرمیوں کا دائرہ محدود ہوتا دیکھا تو انھوں نے بڑی تعداد میں اپنے سربراہ مرزا طاہر احمد کے لندن فرار ہونے کے فوراً بعد سیاسی اور مذہبی پناہ کے نام پر بیرونی ممالک کا رُخ کرلیا تھا، چونکہ غیر ملکی حکومتوں سے قطع نظر بیرونی دنیا کے عام لوگ ان کے عقائد ونظریات اور اُن کے درپردہ مقاصد سے بالکل لاعلم ہیں۔ اس لیے وہ شروع سے ہی اپنے ہاں مقیم ان قادیانیوں کو مظلوم اقلیت اور بے ضرر کمیونٹی سمجھتے چلے آرہے ہیں۔ جس کی بڑی وجہ بیرونی عوام کی اکثریت کا خود اپنے مذہب سے دوری اور پھر قادیانیت کی بنیاد، اس کے اغراض ومقاصد اور زیرزمین ریشہ دوانیوں سے بے خبر ہونا ہے۔ اس طرح قادیانی اُن کی لاعلمی کا مسلسل فائدہ اٹھا رہے ہیں اور وہ اس طرح بلا جھجک نت نئے ارتدادی ہتھکنڈے بروئے کار لاتے چلے جا رہے ہیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ قادیانی بیرونی ممالک میں بالتواتر یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ ''پاکستان میں اُن کے انسانی حقوق کی پامالی کی جارہی ہے۔ ہمیں غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ہمارے مذہبی حقوق پر ڈاکہ ڈالا گیا ہے۔ حالانکہ ہم مسلمان ہیں۔'' دوسری بات یہ کہ ''پاکستان میں انتہا پسند مذہبی عناصر اُن کی جان کے درپے ہیں۔ حالانکہ ہم احمدیوں کا نعرہ ہی یہی ہے کہ ''محبت سب سے، مگر نفرت کسی سے نہیں۔'' قادیانیوں نے اس پروپیگنڈے کے سہارے پر مختلف ملکوں میں کافی عرصہ سے اتحاد بین المذاہب کے نام سے کانفرنسوں اور سیمیناروں کا سلسلہ شروع کررکھا ہے۔ جن میں وہ اپنے آپ کو معصوم اور مظلوم ظاہر کرنے کے ساتھ ساتھ دیگر مذاہب کے لوگوں کو مغالطہ دیتے ہیں کہ تمام مسلمان دوسرے تمام مذاہب کے بارے میں انتہاپسندانہ نظریات رکھتے ہیں، مگر صرف احمدیت ہی ہے جو سب مذہبوں کے لیے رواداری اور مساوات کی علمبردار جماعت ہے جو جہاد اور دہشت گردی کی بجائے مکالمہ اور امن پر یقین رکھتی ہے۔'' ان چکنی چپڑی باتوں سے فائدہ اٹھا کر قادیانی یورپ، افریقہ، امریکہ اور آسٹریلیا کے مختلف علاقوں میں اتحاد بین المذاہب پروگرام بڑی تیز رفتاری کے ساتھ کررہے ہیں۔

ان حالات میں ضروری ہے کہ ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والی جماعتیں مجلس احرار اسلام، مجلس تحفظ ختم نبوت اور انٹرنیشنل تحفظ ختم نبوت موومنٹ کے اربابِ بست وکشاد مل بیٹھیں اور قادیانیت کے تعاقب کے لیے متفقہ لائحہ عمل مرتب کریں۔ ترجیحات، اہداف کا تعین اور تقسیم کار کریں۔ قادیانیوں کے مندرجہ بالا پروپیگنڈے کے رد میں جدید انداز اور مروجہ اسلوب میں انگریزی اور دیگر زبانوں میں لٹریچر کی اشاعت وتقسیم کا اہتمام کیا جانا بہت ضروری ہے، کیونکہ قادیانی جدید ذرائع ابلاغ کا بھرپور استعمال کرتے ہوئے اپنے کفر وزندقہ کو اسلام کا نام دے کر دنیا کی رائے عامہ کو اپنے حق میں ہموار کررہے ہیں۔ جدید قادیانیت کا مقابلہ اب پرانے ہتھیاروں سے کرنا ممکن نہیں رہا، کیونکہ قادیانیت نے اپنے لبادے اور لب ولہجہ کو یکسر جدت وتنوع کی فریب نظری سے دنیا کے سامنے پیش کردیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عالمی ادارے اسلام دشمنی اور اپنے مفادات کے لیے قادیانیوں کو مسلمانوں کی صف میں لاکھڑا کرنے کے درپے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مرزا قادیانی کی حضرت عیسیٰ، حضرت موسیٰ، حضرت سلیمان اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی شان میں کی گئیں گستاخیوں سمیت ہندو، سکھ، بدھ مت، عیسائیت اور یہودیت جیسے مذاہب کے خلاف توہین آمیز عبارات وبیانات کو مذکورہ مذاہب کے رہنماؤں اور پیروکاروں تک پہنچانے کا اہتمام کیا جائے۔ تاکہ قادیانیوں کی اصلیت اور حقیقت ان سب پر واضح ہوجائے۔

علاوہ ازیں قادیانیوں کی تازہ ترین اخلاق باختہ سرگرمیوں کو بھی نظر میں رکھنا ضروری ہے۔ تاکہ قادیانیوں کی اخلاقی پستی بھی ظاہر ہو سکے۔ مثلاً دسمبر ۲۰۱۳ء میں برمنگھم، برطانیہ کا ایک ڈاکٹر نفیس حامد اپنی برطانوی خاتون مریضہ کے ساتھ کلینک میں چھیڑ خانی کرتے ہوئے پولیس کے ہاتھوں پکڑا گیا۔ اسی طرح گزشتہ سال ہی یہ خبر بھی غیر ملکی اخبارات میں آئی کہ کیپ کوسٹ (گھانا، افریقہ) میں قادیانیوں کا قائم کردہ ابوریہ احمدیہ جونیئر ہائی سکول تعلیمی درس گاہ کی بجائے ایک قحبہ خانہ بن چکا ہے۔ یہ خبریں قادیانیوں کی اخلاقی برائیوں کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

بین الاقوامی اداروں اور تھنک ٹینکس تک قادیانیوں کی تخریبی سرگرمیوں کی معلومات پہنچانا بھی ہماری دینی جماعتوں کی اہم ذمہ داری ہے۔ تاکہ اصل صورت حال اُن تک بھی پہنچ سکے۔ اسی کے ساتھ ساتھ ایسے مبلغین کی تربیت کا انتظام بھی وقت کا ناگزیر تقاضا ہے کہ جو دینی علوم و فنون کے ساتھ ہی جدید تعلیم سے بہرہ ور ہوں اور عہد حاضر کے حالات سے پوری طرح باخبر ہوں۔ نیز جدید پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے استعمال کا ہنر جانتے ہوں، کیونکہ تیز رفتاری سے بدلتی ہوئی دنیا کا ساتھ دینے کے لیے جدید آلات کا استعمال ضروری ہے اور اِن کی مدد سے ہی قادیانی شاطروں کو چار شانے چت کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً گزشتہ دنوں پاکستان میں بیرون ملک سے دو قادیانی وفود آئے اور اپنی سرگرمیاں مکمل کر کے چلے گئے۔ الحمدللہ مجلس احرار اسلام وہ واحد جماعت ہے کہ جس کے بیدار مغز رہنماؤں نے قادیانیوں کی آمد سے مطلع ہوتے اُن کی ایک ایک حرکت پر نظر رکھی اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے اُن کی آمد اور سرگرمیوں سے بروقت عوام وخاص کو آگاہ کر کے اپنا دینی وقومی فرض ادا کیا۔ قادیانیوں کا پہلا وفد تعلیمی نصاب اور قانون توہین رسالت میں تبدیلی کا ہدف لے کر مرزا مسرور احمد کے ایلچی عطاء الحق (اے حق) قادیانی کی سربراہی میں برطانیہ سے پاکستان آیا۔ جس کے میزبان وفاقی وزیر تعلیم رانا مشہود خان تھے۔ عطاء الحق قادیانی، مشین محلّہ، جہلم کا رہائشی ہے اور برطانیہ میں مقیم ہے۔ اُس نے ۳؍اپریل کو گورنر پنجاب سے گورنر ہاؤس میں ملاقات کی۔ ۴؍اپریل کو وفاقی وزیر قانون رانا ثناء اللہ سے ملاقات کی۔ ملاقات میں روزنامہ ''اوصاف''، لاہور کے ایڈیٹر ذوالفقار راحت بھی موجود تھے۔ عطاء الحق ۴؍اپریل ہی کو پاکستان مسلم لیگ ن کی پنجاب اسمبلی کی رکن حنا پرویز بٹ سے ملا۔ ۱۰؍اپریل کو رانا ثناء اللہ وفاقی وزیر قانون نے عطاء الحق قادیانی کے اعزاز میں ظہرانہ دیا۔ ۱۲؍اپریل کو عطاء الحق اپنے آبائی گھر واقع مشین محلّہ جہلم گیا۔ جہاں مقامی قادیانیوں کے ساتھ مذاکرات کیے اور اگلا ہفتہ لاہور میں گزار کر برطانیہ واپس روانہ ہو گیا۔ اِن دنوں قادیانیوں کا ایک دوسرا وفد عبداللہ واگس (امیر جماعت احمدیہ جرمنی) کی قیادت میں مرزا مسرور احمد قادیانی کا اہم پیغام لے کر پاکستان پہنچ گیا ہے۔ یاد رہے کہ قادیانی قیادت اس وقت مغربی ممالک کے درمیانی رابطہ کار کا کردار ادا کر رہی ہے۔ جرمنی کے قادیانیوں کے وفد کا دورۂ پاکستان اُسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

جہاں دینی قوتوں کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے فرض کا احساس کرتے ہوئے ان قادیانی ہتھکنڈوں اور سازشوں کو طشت ازبام کریں اور قادیانی گماشتوں پر کڑی نظر رکھیں، وہیں کیا یہ ذمہ داری ہمارے حکمرانوں پر بھی عائد نہیں ہوتی کہ وہ اپنے فرائض منصبی کا احساس کرتے ہوئے پاکستان کی جغرافیائی سرحدوں کے ساتھ ساتھ ملک کی نظریاتی سرحدوں کی بھی پاسداری کریں۔ قادیانی وفود کا بلا روک ٹوک پاکستان آنا اور کھلے بندوں اہم حکومتی عہدیداروں سے مذاکرات کرنا کسی گہری سازش کا پتا دیتا ہے۔ جس کی نقاب کشائی اور اُس کا سدباب ہماری حکومت کی اہم اور بنیادی ذمہ داری ہے۔ جس کا ادراک نہ کیا جانا پاکستان کی سلامتی کے گرد منڈلاتے گہرے سایوں کو مزید گھمبیر کیے جا رہا ہے

مولانا زبیر احمد صدیقی

مدارس سے متعلق قومی اسمبلی کی قرارداد

(قومی سلامتی پالیسی کے مدارس کش اقدامات اور اسلامی نظریاتی کونسل سے متعلق سندھ اسمبلی کی قرارداد)

حمد وثنا رب لم یزل کے واسطے جس نے کائنات وعالم کو بنایا، درود وسلام سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور جنہوں نے کائنات وعالم کوسنوارا۔ امابعد!

مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اسلامی تشخص کے خاتمے، ملک کو لامذہب ریاست بنانے، وطن عزیز سے دوقومی نظریے کی اساس کو اکھاڑنے اور غیر ملکی ایجنڈے کے نفاذ کے لیے ہر حکومت سابقہ حکومت سے دو ہاتھ آگے جانے میں ہی اپنی کامیابی سمجھتی ہے۔ چنانچہ یہ سلسلہ جنرل (ر) پرویز مشرف کے عہد سیاہ سے تاہنوز شدومد کے ساتھ جاری وساری ہے۔ جنرل صاحب نے اسلام اور راسخ العقیدہ علما کو چرکا لگانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ ''لال مسجد'' سے لے کر ''تحفظ نسواں'' بل تک ان کے جملہ اقدامات تاریخ کا سیاہ باب ہیں۔ انہوں نے اپنے عہد غیر مبارک میں مدارس کو بھی آڑے ہاتھوں لیا۔ انہیں قومی دھارے میں لانے کا راگ الاپا، ماڈل مدرسوں کا تصور پیش کیا، مدارس کو کنٹرول کرنے کے لیے اپنے غیر ملکی آقاؤں سے لاکھوں ڈالر کا نذرانہ وصول کیا۔ تاہم موصوف اہل مدارس کے باہمی اتحاد واتفاق کی بدولت اپنے مشن میں کامیاب نہ ہو سکے، ماڈل مدرسے نہ صرف بری طرح ناکام ہوئے، بلکہ بعض مقامات پر تعمیر شدہ حکومتی ماڈل مدرسے بھوتوں کا بسیرا اور جانوروں کی قیام گاہ بن کر اپنے بانی جنرل (ر) پرویز مشرف کی طرح تازیانہ عبرت بن چکے ہیں۔ جبکہ صدیوں سے قائم ہزاروں مدارس اپنی آب وتاب، نظام ونظم، تعداد اور معیار میں پہلے سے کئی گنا ترقی کر چکے ہیں۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق صرف ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' سے ملحق تقریباً 18 ہزار مدارس وجامعات میں تقریباً 20 لاکھ طلبہ وطالبات زیر تعلیم ہیں۔ مدارس کی دیگر تنظیموں سے ملحق مدارس کی تعداد اوران میں زیر تعلیم طلبہ وطالبات کی تعداد اس سے الگ ہے۔ ان طلبہ وطالبات کو یہ مدارس بالکل مفت تعلیم، رہائش، خوردونوش، علاج معالجہ اور دیگر بہت سی سہولیات فراہم کر رہے ہیں۔ ان مدارس کا اصل ہدف دینی علوم اور مسلمان ہونے کی حفاظت، اہل اسلام کی دینی ضروریات کی تکمیل اور معاشرے کی صحیح اسلامی رہنمائی کے لیے رجال کار پیدا کرنا ہے۔ تاہم مدارس ضروری حد تک عصری تعلیم بھی اپنے اپنے متعلمین کو مفت فراہم کر رہے ہیں۔

مدارس کا مقصد نہ تو انجینئر پیدا کرنا ہے اور نہ ہی ڈاکٹر اور سائنسدان۔ بلاشبہ یہ بھی ایک اہم فریضہ اور ذمہ داری

ہے۔ تاہم اس فریضے کو حکومتی /غیر حکومتی عصری تعلیمی ادارے خوب خوب نبھا رہے ہیں۔ ان اداروں میں ضروری اصلاحات کے ساتھ ان کے نظام و معیار کو پہلے سے زیادہ مضبوط اور مؤثر بنایا جاسکتا ہے۔ مدارس کا اصل ہدف معاشرے کی دینی ضروریات کی تکمیل کا فریضہ ہے۔ جس سے حکومت بالکل غافل اور پہلوتہی کر رہی ہے۔ ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ معاشرہ کو راسخ العلم مفتی فراہم کرنا، حفاظت قرآن وسنت کے لیے اچھے قاری، حافظ اور عالم تیار کرنا، حلال وحرام کے مسائل میں امت کی رہنمائی کرنا بھی تو ملک کی اہم ترین ضرورت ہے اور یہ ضرورت صرف اور صرف مدارس پوری کر رہے ہیں۔ اگر تقسیم کار کے اصول کو پیش نظر رکھا جائے تو ایسا کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوتا جس کا حل نہ ہو۔ جب ایک سائنسدان کے لیے ڈاکٹر یا انجینئر ہونا ضروری نہیں، ایک ڈاکٹر کے لیے ماہر کمپیوٹر اور آئی ٹی کے شعبے کا ماہر ہونا ضروری نہیں، ایک اکاؤنٹینٹ کے لیے عالم دین ہونا ضروری نہیں تو یہ کونسا فلسفہ اور عقل و دانش ہے کہ مدرسہ کے ایک مولوی یا مسجد کے امام یا خطیب کے لیے ڈاکٹر اور انجینئر بنانے کی ضرورت کو اجاگر کیا جائے۔ ایک آدمی ایک شعبے میں ہی صحیح معنوں میں کام کرسکتا ہے، ہر شعبے میں ٹانگ اڑانا معاملہ بگاڑنے کے مترادف ہوتا ہے۔ ایک ہی شعبہ میں تقسیم کی ضرورت بھی مسلم ہے۔ آئی سپیشلسٹ ڈاکٹر گردہ و معدہ کا علاج کرنے کا حق نہیں رکھتا تو یہ کونسی منطق ہے کہ مولوی کو انجینئر و ڈاکٹر تیار کرنے کے مشورہ دیے جائیں اور انہیں قومی دھارے میں لانے کا راگ الاپا جائے۔ چنانچہ انگریز کے دور سے اب تک تجربہ شاہد ہے کہ جس مدرسہ نے بھی اپنے ہدف کو ترک کر کے عصری علوم کے امتزاج کی کوشش کی وہ مدرسہ اپنا وجود قائم نہ رکھ سکا اور بالآخر وہ کالج یا یونیورسٹی بن گیا۔ حضرت شیخ الہند نور اللہ مرقدہ کی خواہش پر قائم کردہ جامعہ ملیہ سے لے کر جامعہ عباسیہ بہاولپور تک کے ادارے ہمارے اس دعوے کے ٹھوس دلائل ہیں۔

خیر یہ تو جملہ معترضہ حائل ہوا، آمدم برسر مطلب اللہ اللہ کر کے جنرل صاحب کے دور امریت سے نجات ملی اور پیپلز پارٹی کا یادگار عہد جمہوریت شروع ہوا۔ لیکن اسلام، مدارس اور دینی قوتوں کو معافی نہ مل سکی۔ بلکہ طرح طرح سے اسلامائزیشن کے خلاف اقدامات جاری وساری رہے۔ عہدِ جمہوریت کے پانچ سالوں میں دو وزرائے اعظم کا دور گزرا تو مسلم لیگ (ن) بھاری اکثریت لے کر لیلائے اقتدار کو گود میں لیے میدان میں کود ی۔ لیکن غیر ملکی ایجنڈے کی تکمیل کا سلسلہ جاری رہا۔ گذشتہ مہینوں میں تحفظ پاکستان آرڈیننس، دینی قوتوں کے تحفظات، انسانی حقوق کی تنظیموں کے احتجاج اور بین الاقوامی کی تنقید کے باوجود مسلط کر کے ہر ناجائز اقدام کو قانون کا خوبصورت کرتہ پہنا دیا گیا۔ اس کے بعد قومی سلامتی پالیسی کے نام سے نوے صفحات پر مشتمل ایک حصہ اسمبلی میں پیش کیا گیا اور دوسرا حصہ تاحال صیغہ راز میں رکھا گیا ہے۔ اس قومی سلامتی پالیسی میں ملک کے دفاع اور تحفظ کے ہر جائز اقدام کی حمایت کے ساتھ مدارس کش اقدامات کی

اہل فکر ونظر بھرپور تردید کررہے ہیں۔ چنانچہ مدارس سے متعلق درج ذیل تین دفعات اس میں مذکور ہیں۔

۱)......دفعہ نمبر۲۵: دینی مدارس کی مرکزی قومی دھارے کے تعلیمی فریم ورک میں شمولیت کی بھی خواہش ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ یہ ادارے تکثیری معاشرے میں اہم کردار ادا کررہے ہیں۔ اس لیے یہ بات اہم ہے کہ ان اداروں کو ان کی انتظامیہ کی مدد کے ساتھ ان کے مالیاتی آڈٹ اور ان کے تعلیمی نصاب کی منظوری کو بھی قومی تعلیمی نظام میں ضم کیا جائے۔ یہ چیز دوسرے پرائیویٹ تعلیمی اداروں پر بھی لاگو ہوگی۔

۲)......دفعہ نمبر۲۷: قومی سلامتی پالیسی کے نفاذ کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ موجودہ لیگل فریم ورک کا از سرنو جائزہ لیا جائے۔ یہ اصلاحی عمل مجرمانہ انصاف کی ضروریات کا بھی جواب دے گا۔ اور پاکستان کے شہریوں کے بنیادی حقوق کے تحفظ کو بھی یقینی بنائے گا۔ مجرمانہ انصاف کی اصطلاحات کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ ریاست کی ریگولیٹری صلاحیت کا جائزہ لیا جائے۔ جن کے تحت مساجد اور مدارس کام کررہے ہیں۔

۳)......دفعہ نمبر۳۶: موجودہ نئے اور پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی تعریفات وضع کرنے کے بعد ان مساجد اور مدارس کو قومی اور صوبائی تعلیمی اداروں میں ضم کیا جائے۔

ان مدارس کش اقدامات پر ملک بھر میں اہل مدارس اور ان سے محبت رکھنے والے لاکھوں عوام بھرپور احتجاج کر رہے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں مورخہ 20 مارچ کو قلعہ کہنہ قاسم باغ ملتان، مورخہ 23 مارچ کو جامعہ دارالعلوم کراچی، مورخہ 25 مارچ کو جامعہ امدادیہ کوئٹہ، مورخہ 27 مارچ کو جامعہ عثمانیہ جدیدی پشاور اور مورخہ 31 مارچ کو مظفر آباد آزاد کشمیر میں لاکھوں لوگوں کے اجتماعات منعقد ہوئے۔ جن میں بنیادی فکری ہم آہنگی رکھنے والے مذہبی، دینی اور سیاسی جماعتوں نے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے پلیٹ فارم پر ان اقدامات کو مسترد کیا ہے۔

ابھی اس احتجاج کا سلسلہ جاری تھا کہ مورخہ یکم اپریل کو ممبر قومی اسمبلی ڈاکٹر نفیسہ شاہ نے مدارس سے متعلق ایک قرارداد پیش کی جسے اپریل فول کا درجہ ملنا چاہیے تھا۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ 2 اپریل کی یہ خبر ملاحظہ ہو:

ڈاکٹر نفیسہ شاہ نے قرارداد پیش کی کہ حکومت مدرسہ تعلیم کو بہتر بنانے اور منضبط کرنے کے لیے اقدامات کرے۔ زیادہ مدارس غریب بچوں کو تعلیم فراہم کررہے ہیں۔ مدارس کو ملک کے دیگر تعلیمی نظام سے الگ نہیں رکھا جاسکتا، ان کو قومی دھارے میں لانا ہوگا۔ مدارس کی رجسٹریشن ہونی چاہیے۔

دوسری جانب وفاق المدارس العربیہ پاکستان نے اس قرارداد کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ مدارس پہلے سے منضبط قانونی دائرے میں ہیں۔ ان کی رجسٹریشن کا قانون بھی موجود ہے، جسے مشرف دور میں بعض ضروری ترامیم کے

ساتھ نافذ کیا گیا تھا۔ تاہم حکومت نے خود ہی یکطرفہ طور پر مدارس کی رجسٹریشن پر عملاً پابندی لگائی ہوئی ہے۔ مدارس اس قانون کے تحت ہر سال حکومت کو اپنا تعلیمی و مالیاتی محاسبہ پیش کر رہے ہیں۔ لہذا پہلے سے طے شدہ ایک معاملہ کو نامعلوم کیوں چھیڑا جا رہا ہے۔ حکومت اپنی کوتاہی کا ملبہ مدارس پر گرا رہی ہے۔ جو سراسر ناانصافی ہے۔

صوبہ سندھ کی صوبائی اسمبلی نے اسلامی نظریاتی کونسل جیسے اساسی اور آئینی ادارہ کو تحلیل کرنے کی قرارداد منظور کی ہے۔ یقیناً یہ قرارداد اسلام دشمنی اور مذہب بیزاری اور آئین سے انحراف ہے۔ جس آئین کے تحت قومی و صوبائی اسمبلیاں معرض وجود میں آئی ہیں، اسی آئین کے تحت اسلامی نظریاتی کونسل فعال ہے۔ اس کونسل کا فریضہ ہے کہ وہ ریاست کی دینی رہنمائی کرے اور قرآن وسنت سے متصادم قوانین کے خاتمے کی سفارشات مرتب کرے۔ ہر چند کہ تیس سال سے زائد کا عرصہ بیت گیا کونسل کی سفارشات کو سرد خانے میں ڈال کر مجرمانہ خاموشی برتی گئی۔ تاہم یہ کونسل جو ملک کے متعدد مسالک سے تعلق رکھنے والے جید علمائے کرام پر مشتمل ہے اپنا فرض بحسن خوبی نبھا رہی ہے۔ قابل توجہ امر یہ ہے کہ کونسل میں مکمل اتفاق واتحاد موجود ہے۔ مختلف مکاتیب فکر کے علمائے کرام کی فکری وحدت کا آئینہ دار یہ ادارہ ملکی یکجہتی کا ذریعہ بھی ہے اور صاف بات یہ ہے کہ ماہرین شریعت ہی بتا سکتے ہیں کہ کونسا قانون خلاف شریعت ہے نہ کہ اراکین سندھ اسمبلی۔ ہم اس غیر آئینی قرارداد کی مذمت کرتے ہوئے یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ سندھ اسمبلی کے نااہل اراکین کی رکنیت ختم کر کے اسمبلی تحلیل کر دی جائے تاکہ آئین سے انحراف کی سزا سے اشرافیہ بھی نہ بچ سکیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیہ خیر خلقہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

ماہانہ مجلس ذکر واصلاحی بیان
ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)
29 مئی 2014ء
جمعرات بعد نماز مغرب
دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان
نوٹ: ہر انگریزی ماہ کی آخری جمعرات کو بعد نماز مغرب مجلسِ ذکر واصلاحی بیان ہوتا ہے
الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 061-4511961

عبداللہ طارق سہیل

سنگین وفاداری

- حیرت ناک خبر ہے!

حکمران مسلم لیگ مشرف کو بیرون ملک اجازت دینے کا فیصلہ نہ کر سکی اور وزیر اعظم کی زیر صدارت اعلیٰ سطح کے پارٹی اجلاس کو ملتوی کر دیا گیا۔ خبر ہے کہ شاید آج ''پنچھی'' کو باعزّت بھاگنے کی اجازت مل جائے۔ اجلاس میں کچھ لوگ اجازت دینے کی حمایت کرتے رہے جبکہ باقی مخالف تھے۔ یہ باقی اکثریت میں تھے۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ اس اجلاس کو بلانے کی ضرورت ہی کیوں پڑی۔ مشرف پر فرد جرم عائد ہو چکی۔ اب وہ با قاعدہ ملزم ہے۔ اسے باہر بھیجنے کی اجازت کا سوال ہی غلط ہے۔ لگتا ہے، کہیں نہ کہیں سے دباؤ آ رہا ہے اور ڈکٹیشن قبول نہ کرنے والوں نے دباؤ قبول کر لیا۔ ڈکٹیشن اور دباؤ میں فرق تو ہوتا ہی ہے۔ باہر جانے کی اجازت کا جواز یہ بتایا گیا ہے کہ مشرف کی والدہ بیمار ہیں۔ ایسا ہے تو جو ریاست مشرف کی سکیورٹی کیلئے ہر ماہ ۲۰ کروڑ روپے خرچ کر سکتی ہے، وہ اس کی والدہ کو پاکستان لانے کیلئے ذرا سی رقم کیوں نہیں خرچ کر سکتی؟

لیکن ایسی صورت میں سوال اٹھے گا کہ مشرف کی والدہ کا علاج کہاں ہوگا۔ مشرف بیمار پڑا تو پتہ چلا کہ پاکستان میں ایسا کوئی ہسپتال ہے ہی نہیں جہاں ڈھنگ کا علاج ہو سکے۔ سوائے اسلام آباد کے فوجی ہسپتال کے جس کی بہت شہرت سنی تھی کہ اس جیسا کامیاب علاج کہیں اور نہیں ہوتا لیکن مشرف کیس نے یہ شہرت بھی غلط ثابت کر دی۔ تین مہینے ہو گئے، مشرف ابھی تک ''لاعلاج'' ہے۔ دل جلے تو یہ بھی کہتے پائے گئے ہیں کہ اس سے اچھا تھا کہ لاہور کے میو ہسپتال میں داخل کرا دیتے۔ ہفتے بھر میں علاج ہو جاتا۔ یہ کیسا ''ایلیٹ ہسپتال'' ہے۔ جو تین مہینے میں بھی مریض کا مزاج، معاف کیجئے گا، مرض درست نہ کر سکا! درست کیا کر سکتا، وہ تو مرض کی تشخیص بھی نہیں کر سکا۔

- یہ تو تحریر کی کہانی تھی، تصویر کی کہانی کچھ اور ہے۔ فرد جرم لگوانے کیلئے مشرف عدالت آیا تو ہٹا کٹا تھا (براہ کرم دونوں لفظوں کو اکٹھا پڑھیے اور صرف ایک کو، خاص طور سے بعد میں آنے والے کو زور دے کر پڑھنے کی ضرورت نہیں)۔ تصویر کی کہانی یہ ہے کہ عدالت آنے سے پہلے مشرف نے ''بسترِ علالت'' پر ایک تصویر کھنچوائی جو سارے اخبارات نے چھاپی۔ اس تصویر کو دیکھ کر نہیں لگتا کہ مرض اس کے پاس سے بھی پھٹکا ہوگا۔ ہٹائیت اور کٹائیت اس تصویر سے پھوٹ رہی ہے۔ مجسم ہٹائیت اور کٹائیت بنا بیٹھا مشرف اپنے لب کھولے ہوئے ہے۔ لگتا ہے بات کرنے والا ہے یا کر چکا ہے۔

کیا بات کی ہوگی؟ یہی کہ ''ڈرتا ورتا کسی سے نہیں''

مشرف پر جو کیس چل رہا ہے، وہ سنگین غدّاری کا کیس ہے اور فردِ جرم جو اس پر لگی ہے اس میں بھی نمایاں نکتہ یہی سنگین غدّاری ہے۔ سنگین غدّاری انگریزی اصطلاح ہائی ٹریزن (High Treason) کا اردو ترجمہ ہے جس پر شجاعت مشاہد، متحدہ اور دیگر ''پیر بھائیوں'' کو سخت اعتراض ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ ترجمہ غلط ہے۔ کسی نے انہیں ٹھیک مشورہ دیا ہے کہ ترجمہ غلط ہے تو ٹھیک کرلیں۔ جو بھی ترجمہ کرلیں، رہے گا تو ہائی ٹریزن ہی۔ پھول کو جو بھی نام دو، پھول ہی رہے گا اور کانٹے کا نام بدل کر جو چاہے رکھ دو، اس کی نوک نکیلی اور کٹیلی ہی رہے گی۔

ٹھیک ترجمہ کیا ہوسکتا ہے؟۔ آسان حل یہ ہے کہ سنگین غدّاری کے لفظ کو سنگین وفاداری کے نام سے بدل دیا جائے۔ پھر تو مشرف اور اس کے بیعت یافتگان جملہ پیر بھائیوں کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ چنانچہ خبریں اس سرخی کے ساتھ چھپیں گی: مشرف پر سنگین وفاداری کے مقدمے کی سماعت۔ پیشی کے روز سرکاری وکیل اکرم شیخ نے جب مشرف سے یوں مکالمہ کیا کہ مجھے آپ کی وفاداری پر کوئی شبہ نہیں تو دراصل وہ یہی ''ترجمہ'' استعمال کررہے تھے اور ان کا مطلب تھا ''مجھے آپ کی سنگین وفاداری پر کوئی شبہ نہیں''۔

لیکن ابھی تو دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ ڈکٹیشن قبول نہ کرنے والی مسلم لیگ نے ''دباؤ'' قبول کرلیا اور مشرف کمانڈو ایکشن کرتے ہوئے ملک سے نکل بھاگنے میں کامیاب ہوگیا تو مقدمہ از خود ہی لاپتہ ہوجائے گا۔ پھر اس بحث میں پڑنے کی ضرورت ہی نہیں رہے گی کہ ہائی ٹریزن کا ٹھیک اردو ترجمہ کیا ہے!

- ایران اپنے باغیوں کے مسئلے پر ان دنوں پاکستان کے گریبان گیر ہے اور آئے روز نئی دھمکی دیتا ہے۔ حالیہ واقعہ یوں ہوا کہ ایران کی حدود میں باغیوں نے کارروائی کی، وہیں ایک گارڈ کو مار دیا اور اس کی لاش ایرانی علاقے میں ہی پھینک دی لیکن ایران نے غصّہ پاکستان پر نکالا۔ کیوں؟

اور باغیوں کا یہ مسئلہ تو ڈیڑھ دہائی سے ہے۔ پہلے ایران نے ایسا کچھ کبھی نہیں کہا تھا، اب اس کا رویّہ اتنا زیادہ جارحانہ ہوگیا ہے۔ کیوں؟

کیوں کا جواب ''امریکہ'' کی تبدیلی نام ومقام میں ہے۔ پہلے ''شیطانِ بزرگ'' تھا، اب ''مہربان بزرگ'' ہوگیا ہے اور اس بزرگی میں بزرگوار بھارت کی بزرگی بھی شامل ہے۔

یہ ہے کیوں کا جواب

حبیب الرحمٰن بٹالوی

''مَیں ،مَیں''

جیہڑے لوکی جُھک جاندے نے　　درد اوہناں دے مُک جاندے نے
لالچ کدے نئیں مُکدا یارو!　　دانے آخر مُک جاندے نے

بعض لوگوں کو اِس لہجے میں بات کرنے کی عادت ہوتی ہے۔''میں بتا تا ہوں......صحیح بات کیا ہے، مَیں۔مَیں جو بات کروں گا، سند ہوگی۔کوئی مائی کا لال نہیں کہ میری بات کو جھٹلا سکے۔مَیں۔مَیں ڈبل ایم اے۔میری بیوی ایم اے۔میرا بیٹا حافظ......او ہنے مینوں چیلنج کیتا اے، او کون ہُندا اے میرے بارے وچ گل کرن والا......میں اوہدیاں ناساں بھَن دیاں گا۔وغیرہ وغیرہ

میرے ایک ماموں تھے، اُن کا ذہن دینی و دنیاوی تعلیم سے آراستہ تھا۔ایک دن مجھے انھوں نے بتایا کہ گھر میں بچوں کے رشتے کی بات چل رہی تھی۔بیوی کہہ رہی تھی۔یہاں شادی کرنی ہے۔میں کہہ رہا تھا۔یہاں کرنی ہے۔تکرار بڑھتی چلی گئی۔آخر مَیں نے غصے میں آکر کہا۔خبردار! کسی نے دوبارہ بات کی تو......اس گھر میں وہی ہوگا جو میں چاہوں گا۔اس کے بعد میں نماز پڑھنے چلا گیا۔مجھے خیال آیا کہ یہ میں نے کیا کہہ دیا ''جو مَیں چاہوں گا اس گھر میں وہی ہوگا۔'' کہنا تو یہ چاہیے تھا کہ ''جو اللہ تعالیٰ چاہے گا اس گھر میں وہی ہوگا۔''

ایک گھر میں نئے آنے والے فرد کو کوئی سمجھا رہا تھا کہ: ''اس گھر کی معاشرت یہ یہ ہے۔رہن سہن اگر ایسا رکھا جائے تو ماحول میں سکون رہ سکتا ہے۔'' وہ فرد یہ کہہ رہا تھا: ''مجھے کوئی سمجھانے کی کوشش نہ کرے، مجھے پتہ ہے مَیں نے کیا کرنا ہے۔''

کسی دانا کا قول ہے کہ: بکری زندگی میں ''مَیں ،مَیں'' کرتی رہتی ہے۔اُسے اسی ''مَیں ،مَیں'' کے نتیجے میں ذبح کر دیا جاتا ہے کہ مَیں کے گلے پر چھری پھیر دی جاتی ہے۔اُس کی کھال ادھیڑ دی جاتی ہے۔اُس کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جاتے ہیں۔اور اس کی انتڑیوں کو خشک کر کے جب پینجے (روئی دھنکنے والے آلے) پر چڑھایا جاتا ہے تو پھر اس میں سے ''تڑوں، تڑوں'' (تو، تو) کی آواز آتی ہے۔علامہ اقبال کہتے ہیں:

یوں تو چھوٹی ہے ذات بکری کی　　دل کو لگتی ہے بات بکری کی

شیطان سے جب اللہ تعالیٰ نے پوچھا۔تو نے میرے حکم کی تعمیل کیوں نہیں کی؟ حضرت آدم کو سجدہ کیوں نہیں کیا؟ تو اس نے جواب دیا۔مَیں آدم سے افضل ہوں۔اس کا خمیر مٹی سے ہے۔مَیں آگ کی پیداوار ہوں۔مٹی کو پھینکا

جائے تو پستی کی طرف جاتی ہے۔ اور آگ بلندی کی طرف جاتی ہے۔ بلندی، پستی کو سجدہ کیسے کرے! اس غرور اور تکبر کی پاداش میں اُسے ہمیشہ کے لیے راندۂ درگاہ قرار دے دیا گیا۔ اور کوئی لمحہ ایسا نہیں کہ دنیا کے کسی حصے میں اس پر لعنت نہ بھیجی جا رہی ہو۔

خودسری اور سرکشی کسی کو بھی پسند نہیں۔ تکبر سے بلند ہوتی ہوئی گردن، دشمن کا نشانہ اور آسان کر دیتی ہے اس کے مقابلے میں مَیں کو مارنے والا انسان ہر ایک کو بھلا لگتا ہے۔ اور

نہ کچھ ہنس کے سیکھے ہیں، نہ کچھ رو کے سیکھے ہیں　　　جو کچھ بھی سیکھے ہیں کسی کے ہو کے سیکھے ہیں

اور

جھکا کرتی ہیں وہ شاخیں جو ہوتی ہیں ثمر آور　　　وہی ہوتا ہے خودسر جو کسی قابل نہیں ہوتا

عاجزی، انکسار، تواضع اختیار کرنے والا آدمی ہر جگہ باریاب ہے۔ نصیحت پذیری ایک اچھی صفت ہے۔ اگر کسی کو احساس ہو جائے کہ یہ بات غلط ہے تو اس میں تبدیلی کر لینا قابلِ تعریف ہے ورنہ کیسے کیسے انسان کہ جنھیں خدا کے لہجے میں بات کرنے کا شوق ہوتا ہے مگر گھمنڈ میں آ کر کیا کچھ کہہ جاتے ہیں۔

جن کو عادت ہے خدا کی طرح بولنے کی
اُن کو زبانِ بشر میں کلام کرنا ہے

پھر زمانے کی آنکھ نے دیکھا۔ اُن کا کیا حشر ہوا! یہ اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ وہ شیخی خور ہے، متکبر کو پسند نہیں کرتا۔ اس کے انجام کو عبرت ناک بنا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے:

''تکبر میری چادر ہے، جو میری چادر پہ ہاتھ ڈالے گا۔ میں اُسے ہلاک کر دوں گا''

بابا بُلّھے شاہ نے کیا قیمتی بات کہی ہے:

پُھلاں دے توں عطر بنا عطر دے فیر کڈ دریا
دریا دے وچ رَج کے نہا مچھیاں وانگوں تاریاں لا
فیر وی تیری بو نئی مُکنی پہلے اپنی مَیں مُکا

امام اہل سنت، مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ

امیر المؤمنین، خلیفۂ راشد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

قبول اسلام اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی سعادت

۷ھ میں اداءِعمرہ سے کچھ عرصہ پہلے کا وقت وہ سراپا سعادت و بشارت گھڑی تھی کہ امیر معاویہ کی قسمت کا ستارہ چمکا اور قبولِ حق مطلع کے اوج وعروج پر جلوہ گر ہوگیا، اللہ تعالیٰ نے ہی اُس وقت اُن کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ ''تمھارے ماں باپ سمیت قریش کے تمام بڑے اور بااختیار و بااقتدار لوگ تو شہر سے غائب ہیں اور شہر میں اُن کی طرح کوئی تمھاری نگرانی و جاسوسی کرنے والا ابھی موجود نہیں ہے، تو تمھارا فوری تعاقب اور محاسبہ بھی نہیں ہوسکے گا۔'' اس لیے اٹھو اور کسی کو بھی اشارۃً و کنایۃً کچھ بھی بتائے بنا ہی کسی نہ کسی طرح اور کسی بھی بہانہ اور حیلہ کے ساتھ چپ چاپ میرے اس نبی ورسول کے خلوت کدہ میں جا پہنچو، جو خدا کا نمائندہ تو ہے ہی، ساتھ ہی خاندانی رشتہ سے تمھارے باپ ابوسفیان کا جدّ شریک بھائی یعنی تمھارا چچا بھی ہے۔ کیونکہ نبی علیہ اسلام اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پردادا کے بھائی کی اولاد ہونے کی وجہ سے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نبی ﷺ و علی رضی اللہ عنہ کے عم زاد بھائی تھے۔ اور اس لحاظ سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ رشتہ میں نہ صرف نبی ﷺ کے بلکہ نبی ﷺ و علی رضی اللہ عنہ دونوں کے بھتیجے تھے تو غیبی طور سے سمجھا دیا گیا کہ اس فرصتِ قلیلہ اور لمحہ گزراں کو اپنے دین و دنیا کی فلاح کا سب سے بہتر موقع یقین کر کے اس ذات کریم کے دامنِ رحمت میں پناہ گزیں ہو جاؤ۔ اور ان کے دستِ حق پرست پر اپنے آبائی کفر و شرک سے سچی توبہ کر کے اسلام و ایمان کے محفوظ ترین قلعہ میں داخل ہو جاؤ، اور دنیوی امن کے ساتھ ساتھ عقبیٰ میں جہنم کے دائمی عذاب سے چھٹکارا پا کر دارین کی فلاح و نجات اور خدا اور رسول ﷺ کی موعودہ جنت کے ابدی مستحق و وارث بنو۔ اور اپنے ماں باپ اور بھائی بہنوں سمیت تمام قریش سے بازی لے جاؤ۔ چنانچہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عین الہامِ ربانی کے مطابق ہی فوراً قدم اٹھایا گویا اُن کی فطرت و طبیعت نبی علیہ السلام کی آمد کے لیے ہی منتظر تھی، تو صرف صبح سویرے جیسے ہی آپ ﷺ صحابہ سمیت مکّہ میں داخل ہوئے، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ماں، باپ، بھائی، بہنوں تمام رشتہ داروں اور قریش کے سرداروں سے آنکھ بچا کر کسی نہ کسی طرح آپ کی خدمت میں پہنچے اور آپ سے اپنے دل کا مدعیٰ بیان کر کے آپ کی پناہ میں آئے۔ اور آپ کے ہاتھوں پر کفر و شرک سے توبہ اور کلمہ توحید و شہادت ادا کر کے حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے اور جماعت مؤمنین کے رکنِ رکین اور لشکرِ نبوّت کے صحابی، سپاہی بن کر اپنا دین اور دنیا سنوار گئے۔ اس کے بعد ایک بہت بڑا حجاب تو دور ہو چکا تھا، تاہم اپنی ضرورت و حکمت اور عارضی خواہش کے مطابق ابھی عوام مکہ کے سامنے بھی اپنے اس انقلابی اقدام کا اظہار و اعلان صحیح نہیں سمجھتے تھے۔ لیکن نبی ﷺ کے جدّی رشتہ دار اور بھتیجے جیسا عزیز و قریب ہونے کے تعلق کے اظہار میں انھیں کوئی باک محسوس نہیں ہوا۔ تو انھوں نے اللہ اور رسول کی مصدقہ حکمت عملیہ کے ساتھ اس تدبیر پر فوری اور علانیہ عمل کرنا بھی شروع کر دیا کہ اداءِ عمرہ کے وقت آپ کے پاس رہے۔ اور عمرہ کا احرام کھولتے وقت اپنی فطری خواہش اور اب اپنی دینی ضرورت کے تحت نبی ﷺ کی مکمل ظاہری و باطنی رضامندی کے ساتھ آپ کا احرام کھلوانے کی سعادت و عبادت میں نہ صرف حصہ

دار ہوئے بلکہ اس کے واحد نمائندہ اور ذمہ دار بن گئے۔ اور قیامت تک آنے والی اُمّت کو شریعت کے دوسرے تمام حقائق کی طرح اس حقیقتِ عظمیٰ سے باخبر کرنے اور اس پر ایمان لانے اور یقین کر لینے کے مقصد سے ہی اسلامِ معاویہ کی حیرت ومسرت انگیز داستان بھی محدثین نے اپنے اپنے طریق کے مطابق نقل کر ڈالی ہے۔ اور ارباب سیر، اہلِ تاریخ نے بھی اُن کی اقتدا میں اس ایمان افروز واقعہ کو بیان کر دیا ہے۔ واقدی جیسے شیعہ اور غیر مستند روایاتی سے لے کر امام اہل سنت، مجدد الامت، رئیس ائمۂ برحق، حضرت امام احمد بن حنبل شیبانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے سراپا استناد ومجسمِ اعتماد، امام الحدیث تک نے اپنے اپنے انداز کے ساتھ حسبِ ذیل تفصیل منظبط اور محفوظ کر ڈالا ہے، دسویں صدی ہجری کے مجدد اور فقیہ ومحدث حضرت علاّمہ شیخ ''احمد بن حجر ہیتمی مکّی'' رحمۃ اللہ علیہ متوفّٰی ۹۷۴ھ مطابق ۱۵۶۶ء سیرت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق اپنی مستقل اور مختصر و جامع مشہور ومقبول تصنیف ''تطہیر الجنان'' میں اس حقیقت عظمیٰ کی واقعیت وحقانیت کے اثبات واعلان کو طرازِ عنوان بناتے ہیں اور سیرت وحدیث کے دونوں ذرائع سے اسلام وایمان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

الفصل الاوّل (فی اسلامِ معاویة رضی اللّٰه عنه)

عَلٰی مَا حَکَاهُ الواقِدِیُّ بعدَ الْحُدَیْبِیَّةِ وَ قَالَ غَیْرُهٗ بل یومَ الْحُدَیْبِیَّةِ. وَ کَتَمَ اِسْلَامَهٗ عَنْ اَبِیْهِ و اُمِّهٖ حَتّٰی اَظْهَرَهٗ یَوْمَ الْفَتْحِ فَهُوَ فِیْ عُمْرَ ةِ الْقَضِیَّةِ الْمُتَأَخِّرَةِ عَنِ الْحُدَیْبِیَّةِ الواقِعَةِ سنة سَبْعٍ قَبْلَ فَتْحِ مَکَّةَ بسَنَةٍ کَانَ مُسْلِمًا.

(سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے متعلق)

مشہور اخباری ''واقدی'' کی روایت کے مطابق امیر معاویہ معاہدۂ حدیبیہ کے بعد (عمرۃ القضاء کے وقت مکّہ میں) اسلام لے آئے۔'' اور واقدی کے علاوہ سیرت کے بعض راویوں نے کہا ہے: ''بلکہ امیر معاویہ عین صلح حدیبیہ کے دن ہی ایمان لے آئے تھے۔'' اور انھوں نے اپنا اسلام فتحِ مکّہ کے دن ظاہر کر دیا۔ چنانچہ حدیبیہ سے ایک سال بعد اور فتحِ مکّہ سے ایک سال پہلے ۷ھ میں جو عمرۃ القضاء ہوا ہے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس عمرہ کے وقت ''مسلمان'' تھے۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایمان کی تصدیق خاندانِ اہلِ بیت سے:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے اسلام وایمان کی تائید وتصدیق کے لیے خاندان اہلِ بیت کے رکن رکین سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت محمد الباقر ابن علی زین العابدین کی ایمان افروز روایت سے بھی ہوتی ہے۔ اب آپ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے شاگرد تابعین کے روایات کی جگہ خاندانِ اہلِ بیت کے رکن رکین مؤیّد اہل سنت اور شیعہ کے بنائے ہوئے پانچویں امام ''حضرت محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ'' کی زبانی اور گھر کے بھیدی کی حیثیت سے اسلام وایمان سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی تائید وتصدیق ملاحظہ کریں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطے سے خود سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی اپنے مبیّنہ روایت ہے۔ چنانچہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مستند کتابِ حدیث ''مُسندِ احمد'' میں روایت کر کے اظہار واحقاق حق کر دیا ہے۔ علاّمہ ابن حجر ھیتمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَ یُؤَیِّدُہٗ مَا اَخرَجَہٗ اَحْمَدُ مِنْ طریقِ مُحَمدِ الباقِرِ بْنِ عَلِیِّ زَیْنِ العابِدِیْنَ اِبْنِ الْحُسَیْنِ عَنْ ابْنِ عَبّاسٍ رضی اللّٰہُ عَنْھُمْ أَنَّ مُعَاوِیَۃَ قَالَ قَصَّرْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم عِنْدَ الْمَرْوَۃِ و اَصْلُ الْحَدِیْثِ فِیْ الْبُخَارِیِّ مِنْ طَرِیْقِ طاؤسٍ عَنْ ابْنِ عَبّاسٍ بِلَفْظِ قَصَّرْتُ بِمِشْقَصٍ وَلَمْ یَذْکُرِ الْمَرْوَۃَ فِی کُلٍّ مِّنَ الرِّوایَتَیْنِ۔

اور واقدی کی تائید وہ روایت کرتی ہے جو امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت محمد باقر ابن حضرت علی زین العابدین ابن سیدنا حسین ابن علی کے طریق سے بواسطۂ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہم روایت کی ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: ''تحقیق معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے خود بیان کیا کہ (عمرۃ القضاء کا احرام کھولنے کے وقت) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مَروہ کے پاس کاٹے تھے۔'' اور اصل حدیث بخاری میں بطریق طاؤس تابعی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سیدنا معاویہ کے قول میں اس لفظ کے اضافہ کے ساتھ منقول ہے کہ: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک قینچی جیسے لوہے کے تیز پترے یا قینچی سے کاٹے تھے۔''

لیکن دونوں روایات میں انھوں نے ''مروہ'' کا لفظ ذکر نہیں کیا۔ علاّمہ ابن حجر مکّی ان روایات کی روشنی میں اسلام امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کے اثبات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ اعمالِ عمرہ وحج کی تعیین وترتیب سے اسلامِ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق محاکمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کَذَا خِلافًا لِّمَنْ حَصَرَ فِی الْاُوْلٰی الدَّلالَۃَ علی اَنَّہٗ کَانَ فِیْ عُمْرَۃِ الْقَضِیَّۃِ مُسْلِمًا اَمَّا الْاُوْلٰی فَوَاضِحٌ لِاَنَّہٗ ذُکِرَ اَنَّ ذَالِکَ عِنْدَ الْمَرْوَۃِ وَ ھٰذا یُعَیِّنُ اَنَّ ذالک التَّقْصِیرَ کَانَ فِیْ الْعُمْرَۃِ لِاَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسلَّم فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ حَلَقَ بِمِنًی اِجْمَاعًا وَ اَمَّا الثَّانِیَۃُ فَلِاَنَّہٗ صلّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وسلّمَ لَمْ یُقَصِّرْ فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ اَصْلاً لَا بِمَکَّۃَ وَ لَا بِمِنیً فَتَعَیَّنَ أَنَّ ذَالِکَ التَّقْصِیرَ اِنَّمَا کَانَ فِیْ الْعُمْرۃ۔

(تطھیر الجَنان، ص:۷)

اس طرح پہلی روایت میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے فتح مکّہ کے دن اپنا اسلام ظاہر کرنے کے الفاظ پر حصر وانحصار کرنے والے راوی کے برخلاف اس بات پر دلالت موجود ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عمرۃ القضاء کے وقت مسلمان تھے اور اس کے دو دلائل ہیں۔ پہلی دلیل تو واضح ہے کیونکہ امیر معاویہؓ نے خود ذکر کیا ہے کہ: ''میں نے نبی علیہ السلام کے بال مروہ کے پاس کاٹے تھے۔'' اور یہ الفاظ اس بات کو معیّن کرتے اور یقینی بناتے ہیں کہ یہ بال کاٹنے کا معاملہ عمرہ کے موقع پر ہی ہوا ہے۔ کیونکہ اس بات پر پوری اُمّت کا اجماع اور اتفاق ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر مِنٰی میں سر مبارک کے بال منڈوائے تھے (قینچی وغیرہ سے کٹوائے نہیں تھے) اور دوسری دلیل یہ ہے کہ یہ بھی طے شدہ مسئلہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر مکّہ یا مِنٰی میں بال کٹوائے نہیں (بلکہ منڈوائے تھے) تو اس سے یہ بات متعین ہوگئی کہ امیر معاویہؓ کے آپ کے ہاتھوں بال کاٹنے کا معاملہ یقیناً عمرۃ القضاء کے موقع پر ہوا تھا۔

خلاصہ یہ ہے کہ عمرۃ القضاء کا دن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے نعمتِ غیر مترقبہ، غنیمتِ باردہ اور سراپا رحمت ثابت ہوا، کہ کفر سے توبہ اور دینِ حق کو قبول کرنے میں اپنی سوتیلی بہن سیدۃ السابقین الاوّلین، ذات الہجرتین اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ حبیبہ سلام اللہ علیہا کے سوا اپنے پورے گھرانے پر قابلِ ہزار رشک سبقت وفوقیت نصیب ہوئی۔ اور سعادت پر سعادت یہ ہے کہ وہ زبان نبی علیہ السلام کے ذریعہ اپنے قبولِ توبہ اور حصولِ دولت ایمان کی ناقابل تنقید وتردید آسمانی تصدیق سے سرفراز ہوکر مؤمنینِ مخلصین کے جنتی گروہ میں شامل ہوگئے۔ اور تیسری سعادت کبریٰ اُن کو یہ حاصل ہوئی کہ مسلّمہ خاندانی عزت کے علاوہ منشاء خداوندی میں اُن کے حق پڑوہی کی برکت سے ارشاد رسول علیہ السلام کے مطابق اُمّت کا ''ہادی ومہدی'' ہونے کا اعزاز ووقار بھی حاصل ہوا۔ اور کفر واسلام کی فیصلہ کن جنگ میں حق کی فتح کا پیش خیمہ ثابت ہونے والے اچانک اور انوکھے اجتماعِ عمرہ کے خاتمہ پر اپنے عمِ مکرم اور رسول وقائد اعظم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا احرام کھلوانے میں نہ صرف شریکِ عبادت بنے، بلکہ پونے دو ہزار صحابہ اور ان میں ہر نوع کے خدام کے ہوتے ہوئے بھی ان کے قلب وروح میں مچلتی دیرینہ خواہش وآرزو کے عین مطابق اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس معصوم خواہش وآرزو کی تکمیل کا سراپہ جذبہ بھی پیدا ہوگیا۔ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ قینچی یا اس جیسے لوہے کے تیز پترے سے نبی علیہ السلام کے بال مبارک کاٹ کر آپ کے تبرک اندوز حلاّق وحجام بننے کا لازوال شرف پالینے میں بھی کامیاب وسرفراز ہوگئے۔

اس عملِ خیر کو مکّہ میں موجود تمام صحابہ نے بھی دیکھا اور ارد گرد موجود وہاں کے عوام نے بھی مشاہدہ کیا اور پھر مدینہ منوّرہ میں واپسی کے بعد بلادِ عرب بلکہ دنیا کے کونے کونے میں بسنے والے افرادِ اُمّت تک اُن کے اسلام لانے کی نوید مسرت پہنچی۔ اس کے ساتھ ساتھ نبی علیہ السلام کے وجود مبارک سے اتنا قرب اور اس سے اتنا عظیم ولطیف تبرک حاصل کرنے کی خبر فرحت اثر بھی نسیم خلد بن کر پھیل گئی۔ اور یہ دونوں واقعات قیامت تک کے لیے پُر امن دور کفر کے ان کے سراپا اخلاص قبولِ اسلام اور ان کی طرف سے مجسمۂ بشارت ونجات ہونے کی یہ بے مثال خدمت نبویّہ کی الہامی سند اور تائید وتصدیق بن گئی جسے جملہ عشاقِ رسول وخدام اصحاب رسول علیہم السلام بہ طوع ورضا ورغبت اور تمام منکرینِ رسول واعداء ازواج واصحاب رسول کرھًا اور تقدیری جبر کے ساتھ ماننے پر مجبور ہوگئے۔ اور ہم پر اللہ تعالیٰ کا بے حد وحساب فضل وکرم ہے اور اس پر مولیٰ کریم کا بے اندازہ شکر ہے کہ اس نے ہم گنہگاروں کو زمرۂ مسلمین ومؤمنین اور گروہ خدام ازواج واصحابِ رسول میں شامل فرما کر یہود و نصاریٰ اور مجوس واُمّتِ ابن سبا رافضیوں کے بد بخت گروہ سے جدا اور عذابِ جہنم سے آزاد کر دیا ہے۔

رضينا قسمة الجبار فينا و ذالک فضل اللّٰه يؤتيه من يشاء و اللّٰه ذو الفضل العظيم. فللّٰه الحمد و الشكر والصلوٰة و السلام على سيدنا محمد و علىٰ آلهٖ و اصحابه و ازواجه بعَدَدِ كل ذرة ألف ألف مرة.

(خطاب: جام پور، ۶ر مئی ۱۹۸۳ء)

محمد عرفان الحق ایڈووکیٹ

خلیفۂ راشد، امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

شخصیت، سیرت و کردار

طبقۂ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام خلاق عالم کی تمام مخلوقات میں افضل و اشرف ہے اور اس بہترین طبقہ میں سب سے افضل و اشرف، اطیب و اعلیٰ جناب خاتم الانبیا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں۔ اللہ رب العزت کی اشرف مخلوق انسان، کے اعلیٰ ترین طبقۂ انبیا علیہم السلام کے بعد سب سے افضل طبقہ حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہے، جس کے تاجدار اور سرخیل اول الصحابہ، اول المسلمین، خلیفۂ بلافصل سیدنا ابوبکر صدیق اکبرؓ ہیں۔ رجب المرجب کا مہینہ اس لحاظ سے اہم ہے کہ یہ نبی ﷺ کے لائق صد عزت و تکریم صحابۂ کرامؓ میں انتہائی اہم مقام و مرتبہ کے حامل، برادر نسبتیٔ رسول، راز دار نبوت، امام تدبر و سیاست، خال المؤمنین، فاتح عرب و عجم، کاتب وحی، امیر المؤمنین سیدنا معاویہؓ کی وفات کا مہینہ ہے۔ اس ماہ کی 22 تاریخ کو سیدنا معاویہؓ نے داعی اجل کو لبیک کہا اور اپنے بعد اسلام کے دامن میں ایسا خلا چھوڑ گئے جو تا قیام قیامت پر نہ ہو سکے گا اور نہ ہی یہ امت سیدنا امیر معاویہؓ کے احسانات سے کبھی سبکدوش ہو سکتی ہے۔

اسلام سے قبل دور جاہلیت میں اہل مکہ میں قبیلہ قریش کے صرف چند افراد نوشت و خواند جانتے تھے۔ نیز مورخین نے لکھا ہے کہ جب اسلام آیا تو قریش مکہ میں سترہ آدمی ایسے تھے جو تحریر اور نوشت و خواند کا فن جانتے تھے۔ ان افراد میں حضرت سیدنا عمرؓ بن الخطاب، حضرت سیدنا عثمانؓ بن عفان، حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ، حضرت سیدنا ابوعبیدہؓ ابن الجراح، حضرت سیدنا طلحہؓ بن عبیداللہ، حضرت سیدنا ابوسفیانؓ بن صخر بن حرب، حضرت سیدنا یزیدؓ بن ابی سفیانؓ اور حضرت سیدنا امیر معاویہؓ بن ابی سفیانؓ شامل تھے۔ رسول اکرم ﷺ کی جناب میں جہاں دیگر کاتب حضرات تھے وہاں سیدنا معاویہؓ کو بھی ان کے خاندانی وقار کے پیش نظر کتابت کے منصب سے سرفراز کیا گیا تھا۔ اور آپ ﷺ کے کاتبوں میں ان کا خاص مقام تھا۔ یہ چیز سیدنا معاویہؓ کی صلاحیت و صداقت اور امانت کی دلیل ہے۔ اور یہ ان کے حضور ﷺ کے ہاں معتمد ہونے کا واضح ثبوت ہے۔ قرآن مجید کی حفاظت میں ایک اہم سبب ''کتابتِ وحی'' ہے۔ حضور ﷺ نے جلیل القدر صحابہ کرامؓ پر مشتمل ایک جماعت مقرر کر رکھی تھی جو کہ ''کاتبین وحی'' تھے۔ ان میں سیدنا امیر معاویہؓ کا چھٹا نمبر تھا۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ محدث دہلوی ''ازالۃ الخفاء'' میں لکھتے ہیں کہ ''حضور ﷺ اسی کو کاتب بناتے تھے جو ذی عدالت اور امانت دار ہوتا تھا''۔

ابن عساکر نے حضرت علیؓ اور حضرت جابرؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے حضرت معاویہؓ کو کاتب وحی کے منصب پر مقرر کرنے کے لیے جبریلؑ سے مشورہ کیا۔ حضرت جبریلؑ نے فرمایا: ''انہیں کاتب مقرر فرمالیں کہ وہ امین ہیں''۔ چنانچہ اس کے بعد حضرت معاویہؓ، حضرت زیدؓ بن ثابت کے بعد دوسرے نمبر پر سب سے زیادہ کتابت وحی کا اہم فریضہ انجام دیا کرتے تھے۔ یہ دونوں حضرات دن رات آپ ﷺ کے ساتھ رہتے۔ محدثین کرامؒ اور ان کے ساتھ ساتھ

کبار علماء نے یہ تصریح بھی ذکر کر دی ہے کہ سیدنا معاویہؓ جناب نبی اقدس ﷺ کی خدمت میں کتابت وحی کا فریضہ بھی دیگر کاتبین وحی کی معیت میں ادا کیا کرتے تھے۔ سیدنا معاویہؓ کی علمی پختگی اور شیفتگی حق ہی کے باعث دربار رسالت میں آپؓ کو خاص مقام حاصل تھا۔ سیدنا معاویہؓ فتح مکہ سے قبل عمرۃ القضاء کے موقع پر مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے یہی وجہ ہے کہ کفر و اسلام کے کسی معرکہ میں سیدنا معاویہؓ افواج کفر کی جانب سے اسلام کے خلاف برسرِ پیکار نظر نہیں آتے۔ اسلام لانے کے بعد مستقلاً آپؓ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہنے لگے۔ جلد ہی آپؓ کو صحابہ کی ایسی مقدس اور خوش نصیب جماعت میں شامل کر لیا گیا جسے آنحضرت ﷺ نے کتابت وحی کے لیے مامور فرمایا تھا۔ کاتبان وحی کو درج ذیل قرآنی صراحت کی روشنی میں دیکھا جائے تو ان کی صداقت کے لیے یہی ایک چیز کافی ہے۔

''یہ قرآن رفعت و بزرگی والے صحفات میں ہے۔ پاکیزہ ہاتھوں میں اور بہترین افراد اس کے لکھنے والے ہیں'' (عبس)

حضور ﷺ کے تیرہ کاتبین تھے۔ ان میں حضرت معاویہؓ اور حضرت زیدؓ سب سے زیادہ کام کرتے تھے۔ نبی ﷺ کی وفات کے بعد حضرت معاویہؓ اور آپ کے والد گرامی قدر حضرت ابوسفیانؓ نے سیدنا صدیق اکبرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ عہد صدیقی میں حضرت معاویہؓ کا شمار خلافت کے اولین افراد میں ہوتا تھا۔ تذکرہ نگاروں کا کہنا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کے ابتدائی ایام میں حضرت معاویہؓ روایت، حدیث کی طرف متوجہ ہوئے اور اس زمانے میں آپؓ نے حضرت ابوبکرؓ، حضرت عثمانؓ اور اپنی بہن ام حبیبہؓ سے احادیث روایت کیں۔

عہد صدیقی میں ایک اہم غزوہ ربیع الاول ۱۲ھ میں پیش آیا جسے جنگ یمامہ کے نام سے ذکر کیا جاتا ہے۔ یہ جنگ عقیدہ ختم نبوت پر واقع ہوئی۔ رسول اکرم ﷺ کے بعد سلسلہ نبوت ختم ہو چکا تو اس دور میں مسیلمہ بن حبیب نامی ایک کذاب نے یمامہ کے علاقہ میں اپنی نبوت کا دعویٰ کیا۔ تو صحابہ کرامؓ نے اس کذاب کو ختم کرنے کیلئے اس کے ساتھ ایک خون ریز جنگ کی۔ جنگ یمامہ میں بڑے اکابر صحابہؓ شریک ہوئے اور مسئلہ ختم نبوت کو ان حضرات نے کسی زبانی بحث و مباحثہ یا کتابی مناظرہ کے ذریعے نہیں بلکہ تیر و تلوار سے حل کیا اور باطل نبوت کے مدعی کو اور متبعین کو تہ تیغ کر کے ان کا ہمیشہ کیلئے خاتمہ کر دیا۔ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ حضرت معاویہؓ جنگ یمامہ میں حاضر ہوئے اور مسیلمہ کے قتل میں بھی شامل تھے۔

صدیقی دور میں علاقہ شام کی طرف مسلمانوں کے مختلف جیوش اور عساکر وقتاً فوقتاً حسب ضرورت ارسال کئے گئے۔ چنانچہ حضرت ابوسفیانؓ کے بڑے فرزند حضرت یزیدؓ بن ابی سفیانؓ کو شام کی طرف صدیقی دور میں مہمات سر کرنے کے لئے بھیجا گیا اور ان کے ساتھ دیگر صحابہؓ بھی ان مہمات میں شامل تھے۔ بعض دفعہ یزیدؓ بن ابی سفیانؓ کو مزید کمک کی ضرورت پیش آئی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت معاویہؓ کو ایک دستہ کا امیر بنا کر روانہ فرمایا۔ فتوح البلدان کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت معاویہؓ اپنے بھائی کے بعد دوسرے شامی لشکر کے امیر بنائے گئے غرض حضرت معاویہؓ ان خوش نصیب مجاہدوں سے ایک ہیں جن کو صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ کی نگاہ انتخاب نے امت مسلمہ کی قیادت کے لیے چنا۔ شام جانے والا یہ پہلا لشکر تھا جسے مشہور سپہ سالاران ابوعبیدہؓ بن الجراح، خالدؓ بن ولید اور عمروؓ بن العاص سے بھی پہلے دس ہزار سپاہ کی معیت میں روانہ کیا گیا۔ حضرت معاویہؓ حدود شام میں داخل ہوئے، آپؓ کی پہلی مڈبھیڑ اردن کے

آدمیوں سے ہوئی، یہاں آپؓ نے اپنی حربی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا اور فتح ونصرت حاصل کی۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا دورِ خلافت صرف دو سال تین ماہ دس دن پر مشتمل تھا۔ اس لیے جولانی طبع کے جوہر دکھانے کا صحیح موقع عہد فاروقی میں آپؓ کو ملا۔ فتح مرج کے بعد آپؓ نے اپنے بھائی یزیدؓ بن سفیانؓ کے ساتھ شام کے مضبوط قلعے قلعہ صیداء، عرفہ، جبیلی اور بیروت کی تسخیر کے لئے پیش قدمی کی۔ عرفہ کے قلعہ کو فتح کرنے کیلئے حضرت معاویہؓ نے جان جوکھوں میں ڈال دی۔ ان قلعوں کی فتح نے حضرت عمر فاروقؓ کو بہت متاثر کیا انہوں نے خوش ہوکر آپؓ کو اردن کا گورنر مقرر کردیا۔ قبل ازیں جو علاقے رومیوں کے قبضے میں چلے گئے تھے، آپؓ نے وہ دوبارہ چھین لیے اور وہاں اسلامی شوکت وحشمت کا پھریرا لہرادیا۔

علاقہ شام کی فتوحات میں فتح اردن ۱۵ھ میں ہوئی، یہ ایک مشکل مہم تھی۔ اس موقع پر لشکر اسلام کے سپہ سالار حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح تھے۔ حضرت عمروؓ بن العاص اس موقعہ پر امیر الافواج تھے لیکن ابوعبیدہؓ بن الجراح امیر الامراء تھے۔ جب سواحل اردن کا معاملہ پیش آیا تو حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح کو کمک بھیجنے کے لئے لکھا تو حضرت ابوعبیدہؓ نے یزیدؓ بن ابی سفیانؓ کو ان کی طرف بھیجنے کے لئے آمادہ کیا اور ان کے ساتھ جو دستہ روانہ کیا اس کے مقدمۃ الجیش پر حضرت معاویہؓ نگران تھے۔

فتح دمشق کے ساتھ ہی اس علاقے کے سواحل صیداء، عرفہ، جبیل بیروت وغیرہ کی طرف اسلامی فوجوں نے توجہ کی اور ان علاقوں کو بڑی کوششوں سے فتح کیا۔ اس موقع پر لشکر کے مقدمۃ الجیش پر سیدنا معاویہؓ تھے اور ان کی کمان میں یہ فتوحات کثیرہ ہوئیں۔ خصوصاً عرفہ کی فتح سیدنا معاویہؓ کی کوشش سے ہوئی یہ ان کی فہم وتدبیر کا ایک بڑا کارنامہ ہے۔ مختصر یہ کہ دمشق اور اس کے ملحقات کی فتوحات میں حضرت معاویہؓ نے مع دیگر صحابہ اکرامؓ کے بڑی قابل قدر مساعی کیں اور شاندار کارنامے بجالائے اور ان تمام ممالک پر عظمت اسلام کا پرچم لہرایا۔

امیر المومنین حضرت عمرؓ نے قیساریہ کی مہم سر کرنے کے لیے حضرت معاویہؓ کا انتخاب فرمایا۔ قیساریہ بحیرہ روم کے ساحل پر بڑا عظیم الشان شہر تھا۔ اس کی عظمت کا اندازہ یوں لگایا جاسکتا ہے کہ اس کے شہر پناہ پر ایک لاکھ سپاہی رات کو پہرہ دیا کرتے تھے اور اس میں تین سو بازار تھے۔ چنانچہ اس عظیم شہر کو فتح کرنے کے لئے حضرت معاویہؓ کی طرف سے ۱۵ ہزار کا لشکر پہلے ہی سے خیمہ زن تھا چونکہ حضرت معاویہؓ اول درجہ کے منتظم جنگ تھے۔ اس لیے فوج کی ترتیب اس انداز سے کی گئی کہ رومی متاثر ہوئے بغیر نہ رہے۔ غرضیکہ جنگ چھڑی، گھمسان کا رن پڑا اور چند روز کی لڑائی کے بعد انہیں پسپا کردیا گیا۔ اور وہ شکست کھا کر شہر بند ہوگئے، حضرت معاویہؓ نے بڑھ کر شہر کا محاصرہ کرلیا۔ آخر ایک دن رومی بڑے جوش وخروش کے ساتھ ایک لاکھ کا لشکر لے کر نکلے اور بڑی خون ریز جنگ کے بعد وہ میدان جنگ سے ہٹے اور حضرت معاویہؓ نے قلعہ پر قبضہ کرلیا۔ چونکہ یہ ایک مشہور مقام تھا اس لیے اس کی فتح سے گویا شام کا مطلع صاف ہوگیا۔ اس جنگ میں ۸۰ ہزار رومی مارے گئے اور اس کے فتح ہونے کی خبر امیر المومنینؓ نے سنی تو زبان مبارک سے بے ساختہ اللہ اکبر کا نعرہ نکل گیا۔ تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ

اس فتح سے رومیوں کے دلوں میں حضرت معاویہؓ کی دھاک بیٹھ گئی اور وہ دوبارہ سر اٹھانہ سکے۔

فاروقی دور میں فلسطین کے علاقہ میں فتوحات کا سلسلہ جاری رہا اور بہت سے علاقے اہل اسلام نے فتح کیے۔ ان مواضعات میں عسقلان کی فتح کے متعلق مؤرخین نے لکھا ہے کہ مرکز اسلام مدینہ طیبہ سے حضرت عمر فاروقؓ نے والی شام سیدنا معاویہؓ کو ایک مکتوب ارسال کیا کہ فلسطین کے باقی علاقوں میں سے عسقلان کی طرف توجہ دیں اور اسے فتح کرنے کی سعی کی جائے۔ چنانچہ حضرت معاویہؓ نے امیر المومنین کے اس حکم کی تعمیل میں عسقلان کی طرف پیش قدمی کی اور اسے فتح کرلیا۔ اور بعض مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت عمروؓ بن العاص نے عسقلان کو فتح کیا تھا اور جب آپؓ اسے فتح کرنے کے بعد واپس ہوئے تو اہل عسقلان کی روم نے مدد کی اور انہوں نے نقض عہد کردیا اور باغی ہوگئے۔ ان حالات کے بعد حضرت امیر معاویہؓ نے عسقلان کی طرف پیش قدمی کی اور اسے دوبارہ فتح کیا۔ پھر وہاں اپنی افواج کو ٹھہرایا اور حفاظتی دستے متعین فرمائے۔ حضرت معاویہؓ کے ساتھ دیگر صحابہ کرامؓ جو بلاد روم کی فتوحات میں شامل تھے ان میں حضرت عبادہؓ بن صامت، حضرت ابوایوب انصاریؓ، حضرت ابوذر غفاریؓ، حضرت شدادؓ بن اوس زیادہ قابل ذکر ہیں۔ ان حضرات نے سیدنا معاویہؓ کی نگرانی میں ان مہمات کو سر کیا اور ان مقامات کو اسلامی حکومت کے دائرہ میں شامل کیا۔

۲۴ھ میں حضرت عثمانؓ سریر آرائے خلافت ہوئے تو آپؓ نے بھی امیر معاویہؓ کو دمشق کا عامل بنائے رکھا بلکہ ان کی ذہانت وفراست اور حربی صلاحیت دیکھ کر پورے شام کا گورنر بنادیا۔ حضرت معاویہؓ نے بھی اپنی بہترین صلاحیتوں کو کام میں لاتے ہوئے فتوحات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر کردیا اور آزمودہ جرنیلوں کو فوج کی کمان سپرد کی اور ان کو مختلف مقامات پر فوج کشی کرنے کا حکم دیا۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے طرابلس اور شام فتح ہوا۔ اس کے بعد خود ۲۵ھ ایک لشکر جرار کے ساتھ آگے بڑھے اور انطاکیہ، طرطوس، شمشاط، اور ملعلیہ تک کے علاقے فتح کرتے ہوئے عموریہ تک چلے گئے اور ان علاقوں کی فتوحات کے بعد یہاں نئی بستیاں بسائیں، متعدد قلعے تعمیر کرائے، فوجی چھاؤنیاں بنوائیں اور مسلمانوں کو لاکر بسایا۔

کم لوگوں کو علم ہوگا کہ بحری بیڑے کے موجد حضرت معاویہؓ ہیں۔ ایک سیرت نگار لکھتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ کی فطرت عالمگیر تھی۔ ان کی ہمت عالی کا تقاضا یہ تھا کہ ایشیاء سے نکل کر یورپ وافریقہ پر حملہ ممکن نہ تھا جب تک کہ بحری بیڑہ نہ ہو۔ آپؓ کی دور اندیشی اور فراست ایمانی کا یہ فیصلہ تھا کہ اگر اسلام کو بہ حیثیت ایک نظام حیات دنیا پر غالب کرنا اور روم کی غیر اسلامی شوکت وسطوت کو اپنے پاؤں تلے کچلنا ہے تو اس کے لیے بحری بیڑہ وجود میں لانا پڑے گا۔ چنانچہ آپؓ نے عہد فاروقی میں اس کا اظہار کیا تھا جسے بعض وجوہ کی بنا پر حضرت عمرؓ نے منع کیا۔ پھر آپؓ نے عہد عثمانیؓ میں پہلا اسلامی بیڑہ بحیرہ روم میں اتارا اور کچھ ہی دنوں میں افریقہ اور یورپ کی وسیع سرزمین پر اسلامی جھنڈا لہراتا ہوا نظر آیا۔

ابن کثیر لکھتے ہیں کہ ۲۴ھ میں اہل روم نے ایک عظیم لشکر تیار کیا جس سے اہل شام خائف ہوگئے اور انہوں نے مرکز اسلام میں امیر المومنین حضرت عثمانؓ کی خدمت میں اس امر کی اطلاع بھیجی اور امداد اور تعاون کی درخواست کی۔ اس

پر حضرت عثمانؓ نے کوفہ کے حاکم ولیدؓ بن عقبہ کو تحریری حکم بھیجا کہ یہ مکتوب پہنچنے پر آپ ملک شام میں مسلمان بھائیوں کی امداد کیلئے ایک امانت دار اور بہادر شخص کی ماتحتی میں ۸ یا ۹ ہزار مجاہدین بھیج دیں۔ چنانچہ ولیدؓ بن عقبہ والی کوفہ نے مرکز کی جانب سے مکتوب ملنے پر لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ اور ان کو امیر المومنین کے فرمان کی اطلاع دی اور مسلمانوں کو جہاد کی اس مہم میں شرکت کی دعوت پر آمادہ کیا اور حضرت معاویہؓ کی معاونت اور اہل شام سے تعاون کی ترغیب دلائی اور تین دن کے اندر قریباً ۸ ہزار مجاہدین کا لشکر تیار کر کے سلمانؓ بن ربیعہ کی سرکردگی میں ملک شام روانہ کیا۔ وہاں لشکر اسلام مجتمع ہوئے تو انہوں نے اجتماعی طور پر بلاد روم پر حملہ کیا اور فتح حاصل کر کے بے شمار لوگوں کو قیدی بنالیا۔ بہت سے عظائم حاصل کئے اور متعدد قلعوں کو اپنی تحویل میں لے لیا۔

۲۵ھ میں حضرت معاویہؓ نے قلعوں کو فتح کیا اور مورخین لکھتے ہیں کہ ۲۷ھ میں آپؓ نے قنسرین کو بھی فتح کرلیا اور بعض مورخین کا قول ہے کہ ۲۷ھ میں امیر معاویہؓ نے قبرص کی طرف پیش قدمی کی اور اسے فتح کرلیا تھا۔ اکابر علماء نے لکھا ہے کہ معرکہ قبرص میں حضرت معاویہؓ نے بذات خود شرکت فرمائی، آپؓ کی اہلیہ فاختہ بنت قرظؓ بھی تھیں۔ اس معرکہ میں آپؓ کے ساتھ اکابرین صحابہؓ جن میں ابوذر غفاریؓ، ابو درداؓ، شدادؓ بن اوس اور عبادہؓ بن الصامت، حضرت مقدادؓ بن اسود، حضرت ابوایوب انصاریؓ بھی شریک تھے۔ حضرت عبادہؓ بن الصامت کی اہلیہ ام حرامؓ بنت ملحان ان کے ساتھ تھیں جن کے متعلق حدیث صحیح میں ایک پیشگوئی جناب نبی کریم ﷺ کی موجود ہے۔ آپ ﷺ نے خواب سے بیدار ہوتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میری امت کا پہلا لشکر جو بحری غزوات کرے گا انہوں نے اپنے اوپر جنت کو واجب کرلیا۔ اس ارشاد کے سننے پر حضرت ام حرامؓ نے عرض کیا کہ یارسول ﷺ کیا میں ان میں شامل ہوں گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ان میں داخل ہو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیش گوئی کے دو حصے ہیں، ایک ام حرامؓ اور ان کے ساتھیوں کے متعلق ہے کہ اس میں شامل لوگوں کو جنت نصیب ہوگی۔ یہ واقعہ ۲۷ھ میں سیدنا معاویہؓ کی سرکردگی میں اہل اسلام کی افواج کو پیش آیا۔ اور اس کا دوسرا حصہ مدینہ قیصر قسطنطنیہ کے غزوہ کے متعلق ہے جو ۵۱ھ یا ۵۲ھ میں پیش آیا جب صحابہ کرامؓ قبرص کی مہم سے فارغ ہوکر واپسی کا سفر اختیار کرنے لگے تو حضرت ام حرامؓ ایک خچر پر سوار ہوئیں مگر اس سے گر پڑیں اور وہیں ان کا انتقال ہو گیا۔ علماء نے ذکر کیا ہے کہ جزیرہ قبرص میں ان کی قبر مبارک ہے وہاں کے لوگ ان کا بہت احترام کرتے ہیں اور بعض اوقات بارش طلب کرنے کیلئے ان سے توسل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ایک صالحہ خاتون کی قبر ہے۔ اس واقعہ سے جناب نبی کریم ﷺ کی مذکورہ پیشگوئی صحیح ثابت ہوئی کیونکہ ام حرامؓ پہلے بحری غزوہ میں شریک ہوئیں اور وہیں انتقال کر کے جنت میں خیمہ زن ہوئیں۔ مختصر یہ کہ جزیرہ قبرص کی فتح حضرت معاویہؓ کی مساعی سے ہوئی اور دیگر اکابر صحابہ کرامؓ بھی اس مہم میں ان کے ساتھ شامل تھے۔ اور اس غزوہ کے اہل جیش کے حق میں نبی کریم ﷺ کی طرف سے جنت کی خوشخبری دی گئی ہے۔ پس حضرت معاویہؓ کے سمت یہ حضرات اس بشارت کے حق دار ہوئے۔ یہ ایک بڑی خوش نصیبی ہے اور یہ بحری جنگیں مذکورہ پیش گوئیوں اور بشارتوں کے اعتبار سے حضرت معاویہؓ کے بہترین فضائل وکمالات میں شمار کی جاتی ہیں۔

اسلام دشمنی سے لبریز یہودی شرارتی ذہن کی ناپاک سازشوں اور چالوں کی وجہ سے حضرت سیدنا علی مرتضیٰؓ اور حضرت سیدنا امیر معاویہؓ کے مابین اختلافِ رائے کو کافی حد تک بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا حالانکہ بات صرف یہ تھی کہ سیدنا علیؓ کا خیال تھا کا بیعتِ خلافت کے قیام کے بعد قاتلینِ عثمانؓ کی سرکوبی کی جائے جبکہ سیدنا امیر معاویہؓ اس حق میں تھے کہ پہلے قصاص عثمان غنی لیا جائے پھر بیعت لی جائے۔ اس اختلاف میں کافی عرصہ گزرا اور کئی شورشیں دشمنوں کی طرف سے کی گئیں جس کے نتیجہ میں تاریخ میں کئی ایسے واقعات درج کر لیے گئے کہ جو ناموس صحابہؓ کے بالکل برعکس ہیں۔ انہی سازشوں کی بدولت خوارج کا فتنہ اٹھا اور سیدنا علیؓ کی شہادت بھی ایک خارجی ابن ملجم کے ہاتھوں ہوئی۔ شہادت علیؓ کے بعد سیدنا حسنؓ بن علیؓ چھ ماہ کے لیے خلافت پر متمکن ہوئے مگر اپنی دوراندیشی اور صحابیت کے مقام کی سربلندی اور دانائی کے باعث آپؓ نے سیدنا امیر معاویہؓ سے صلح کر لی اور ''فتح الباری'' میں تحریر نبی ﷺ کی یہ پیشنگوئی پوری ہوئی کہ:

''یہ میرا بیٹا سید ہے۔ خدا اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرائے گا''۔

یہ تسلیم شدہ امر ہے کہ امیر المؤمنین معاویہؓ کا عہد خلافت اسلام میں بڑا اہم دور ہے۔ اس دور میں اسلام کو کامل فروغ حاصل ہوا۔ دین وشریعت کے تمام شعبوں میں ترقی ہوئی اور اس عہد کے باقی مخالف ادیان یہود ونصاریٰ وغیرہ پر اسلام غالب آ گیا اور اسلام کی مخالفت پر کمربستہ عظیم سلطنتوں کا زور ٹوٹ گیا۔ چنانچہ اس زریں عہد کے حالات اور واقعات لاتعداد طور پائے جاتے ہیں۔ ان پر نظر غائر کرنے سے اس دور کی قدر ومنزلت اور اہمیت واضح ہوتی ہے۔ اور حضرت معاویہؓ کی ملی خدمات کا اندازہ ہوتا ہے۔ اور خلافتِ راشدہ وعادلہ کا بہترین نقشہ سامنے آتا ہے۔ سیدنا معاویہؓ کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے ان کی اوصاف حمیدہ سے عبارت مبارک زندگی کے تمام حالات خصوصاً فتوحاتِ معاویہؓ کا مکمل تذکرہ ان قلیل صفحات میں کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے لہٰذا مختصراً اجناب امیر معاویہؓ کی فتوحات کا ذکر خیر کیا جاتا ہے۔

امت مسلمہ کے متفقہ اور اجماعی خلیفہ کے منصب پر متمکن ہونے کے بعد سب سے پہلے امیر المؤمنین سیدنا معاویہؓ نے خوارج کا قلع قمع فرمایا۔ اور پھر شرقی ممالک، خراسان، ترکستان، سجستان، سمرقند و بخارا جیسے اہم علاقوں اور خطوں کو فقط اعلاء کلمۃ اللہ کے جذبۂ ایمانی سے فتح کیا اور یہاں خلافت اسلامیہ کا پرچم لہرایا۔ پھر قندھار، ہندوستان کے کئی علاقوں کو خلافتِ اسلامیہ میں ضم کیا۔ پاکستان میں چارسدہ کے علاقہ میں ''اصحاب بابا'' کے نام سے مشہور قبر سیدنا معاویہؓ کے دور میں یہاں بھیجے ہوئے ایک مشہور صحابیؓ کی ہے۔ فتوحات کا سلسلہ بڑھتا گیا اور بلاد روم، قسطنطنیہ، روڈس، قلعۂ کمخ، بلاد افریقہ، قیروان، جلولاء، قرطاجنہ اور جزیرۂ قبرص جیسے اہم علاقے خلافتِ اسلامیہ میں شامل ہوتے چلے گئے۔ اپنی وفات تک سیدنا امیر معاویہؓ نے 65 لاکھ 64 ہزار مربع میل کے رقبہ پر دین اسلام کا جھنڈا گاڑا اور اسی لیے انگریز یہ کہنے پر مجبور ہوئے کہ مسلمانوں نے نصف صدی تک نصف سے زائد دنیا پر حکومت کی۔ اگر سیدنا معاویہؓ کے تابناک دور کو اسلامی تاریخ سے جدا کر دیا جائے تو یہ قول ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

کیا رفعت وعظمت اور شان بے نیازی ہے قافلۂ صحابیت کے اس عبقری صفت انسان کی کہ غیر مسلم بھی انگشت

بدنداں ہے اور تعریف کیے بناء نہیں رہتا۔ اللہ پاک نے قرآن مجید میں صحابہؓ کرامؓ کی شان میں تقریباً 750 آیات نازل فرمائیں ہیں۔ دیگر صحابہؓ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ساتھ ان آیات کا مصداق سیدنا معاویہؓ بھی ہیں۔ اور عمومی طور پر عظمتِ صحابیت کے حق میں جو احادیثِ نبویہ ہیں، سیدنا معاویہؓ بھی دیگر صحابہؓ کرامؓ کی طرح ان احادیث مبارکہ کے اہل ہیں۔ اور کئی احادیث مبارکہ خاص طور پر سیدنا امیر معاویہؓ کے لیے لسان نبوت سے صادر ہوئیں۔ جن احادیث کے مطابق مت میں سب سے حلیم الطبع سیدنا معاویہؓ ہیں۔ نطق پیغمبر نے سیدنا معاویہؓ کو اپنا راز دار قرار دیا ہے۔ سیدنا امیر معاویہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست 163 احادیث مبارکہ روایت فرمائی ہیں۔ یہ تمام احادیث مبارکہ کتاب ''مقام امیر معاویہؓ و مرویات امیر معاویہؓ '' مؤلفہ محمد عرفان الحق، میں پہلی دفعہ مع ترجمہ یکجا کی گئی ہیں۔ ان احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کس اعلیٰ پایہ کے فقیہ اور محدث تھے کہ کبھی ممبر مکہ پر فرامین رسالت سے استدلال کرتے ہوئے امت کی رہنمائی فرما رہے ہیں تو کبھی ممبر مدینہ پر فروکش ہو کر پوچھتے ہیں کہ کہاں ہیں تمہارے علماء؟

حضرت معاویہؓ نے اپنی تجہیز و تدفین کے متعلق ہدایات دیں کہ ''مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک کرتا مرحمت فرمایا، جسے میں نے اپنی جان کے برابر حفاظت سے رکھا ہے، اب یہی میرا کفن ہوگا۔ حضور انور ﷺ کے کچھ تراشے ہوئے ناخن اور ریش مبارک کے کچھ بال میں نے شیشی میں حفاظت سے رکھ چھوڑے ہیں، یہ آنکھوں پر رکھ دینا بس یہی میرے لیے کافی ہیں۔ یہ فرما ہی رہے تھے کہ کلمہ توحید زبان پر آ گیا اور 22 رجب 60ھ بمطابق 17 اپریل 680ء کو فضل و کمال اور رشد و ہدایت کا یہ آفتاب ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

حضرت امیر معاویہؓ کو غسل دیا گیا اور حسبِ وصیت اور تبرکات جو آپؓ نے محفوظ کیے ہوئے تھے، کفن میں شامل کئے گئے۔ جب تجہیز و تکفین کے مراحل طے ہو چکے تھے تو نماز ظہر ادا کرنے کے بعد حضرت ضحاکؓ بن قیس نے نماز جنازہ جامع مسجد دمشق میں پڑھائی اور انہیں دارالامارۃ دمشق جسے الخضراء کہتے ہیں، میں دفن کیا گیا۔

معاویہ رضی اللہ عنہ کبھی مغلوب نہیں ہوں گے (حدیث)

عَنْ عروۃَ عَنْ رُوَیْمٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صلّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَارِعْنِیْ فَقَامَ اِلَیْہِ مُعَاوِیَۃُ فَقَالَ یَا اَعْرَابِی اَنَا اُصَارِعُکَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہ وسلّم لَنْ یُّغْلَبَ مُعَاوِیَۃُ اَبَدًا فَصُرِعَ الْاَعْرَابِی فَلَمَّا کَانَ یَوْمَ صِفِّیْنِ قَالَ عَلِیٌّ لَوْ ذَکَرْتُ ھٰذا الْحَدِیْثَ مَا قَاتَلْتُ مُعَاوِیۃ.

عروہ رویم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ آپ مجھ سے کشتی لڑیں، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اٹھے اور کہا اے اعرابی! میں تجھ سے کشتی لڑتا ہوں! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''معاویہؓ کبھی مغلوب نہیں ہوگا'' چنانچہ اعرابی کشتی ہار گیا۔ صفین والے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ (حضرت عروہ سے) فرمانے لگے اگر مجھے یہ حدیث یاد ہوتی تو معاویہ رضی اللہ عنہ سے جنگ نہ کرتا۔

(ابن عساکر ۵۹/۸۷)

محمد یوسف طاہر قریشی

نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم

احمد مرسل ﷺ ہادی پیارے
کتنے ہیں خوب رسول ﷺ ہمارے

مہکی مہکی سیرت اُن کی
دمکی دمکی صورت اُن کی

بال تھے اُن کے گھونگریالے
کالی رات سے بڑھ کر کالے

رہتے ایسے بال معطر !
شرماتے تھے مشک و عنبر

پیشانی تھی ایسی رخشاں
چاند کی چاندنی جس پر قرباں

عین ہلال تھے گویا ابرو!
سرگیں آنکھیں شرم سے مملو!

بینی گویا نور کا لمعہ
ستواں اور بلند اور بیضا

لب تھے گویا لعل بدخشاں
جیسے گلبن کی پنکھڑیاں

دانت لآی کی تھے لڑیاں
جیسے موتیے کی ہوں کلیاں

اجلا اجلا چہرہ قرآں
ٹھنڈا پیارا مکھڑا قرآں

سینہ خوب کشادہ، چوڑا
گویا نور کا ہو اک دریا

رونقِ حسن کا یہ عالم تھا
چودھویں رات کا چاند لجاتا

جس انساں سے ہاتھ ملاتے
اس کے ہاتھ میں مہک رچاتے

غرضیکہ تھے حسن میں یکتا
علم، کمال، سخن میں یکتا

طاہرؔ دل تھا رحم کا بقعہ
صبر کا ساگر حلم کا بقعہ

امام اہل سنت، مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ — ترجمہ: سید صبیح الحسن ہمدانی

اَفضَلُ البَشَرِ بَعْدَ الاَنبِیَاءِ اَبُو بَکرٍ

سلام اللّٰہ ورضوانہ علیہ

صلواتُ اللہ وتسلیماتہ علی نبینا و رسولنا و سیدنا و مولانا محمد وعلی سائر الانبیاء وعلیٰ الامام الاوّل والخلیفۃ الراشدِ بلا فصل علی التحقیق

ھدیۂ زھیدہ بہ بارگاہِ امامت پناہ، خلافت پائے گاہ الشیخ الشفیق، قاتلُ الکَفَرَۃِ والزّندیق، خلیفۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم بلا فصلٍ علی التحقیق، فی الغارِ الرفیق، مُلَقَّب بالعتیق، سند الاولیاء والاصفیاءِ افضلُ البشر بعد الانبیاء، سید الصدیقین والمجددین، امیر المومنین و امام المتقین سیدنا عبداللہ ابن ابی قحافہ عثمان ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنھما وارضاھما ورزقنا اتباعھما باِحسان...... آمین یا رب العالمین بحرمۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وصحبہٖ اجمعین

زِھے صِدق و ھم اِیقانِ ابی بکر
کیا ہی خوب سچائی ہے ابوبکر کی اور اُن کا یقین بھی

خُھے عشق و ھم ایمانِ ابی بکر
بہت اونچا ہے ابوبکر کا عشق اور اُن کا ایمان بھی

زِھے اوصاف و ھم شانِ ابی بکر
کیا ہی خوب اوصافِ ابوبکر ہیں اور شان بھی

خدا خود شد ثنا خوانِ ابی بکر
کہ خدا تعالیٰ خود ابوبکر کی ثنا کرتے ہیں

بہ خُلّت مہرِ دیوانِ ابی بکر
ابوبکر کے دیوان کی مہر ''خُلّت'' (کا منصب) ہے

محبت بُوئے بُستانِ ابی بکر
ابوبکر کے باغ کی خوشبو (کا نام) محبت ہے

صَداقت گشت عنوانِ ابی بکر
صداقت ابوبکر کا عنوان بن گئی

ولایت نورِ تابانِ ابی بکر
ولایت ابوبکر کا نورِ تاباں ہے

خلافت طُرّۂ دستارِ حُکمش
اُن کی حکومت کی دستار کا طرہ خلافت ہے

امامت زیبِ دامانِ ابی بکر
امامت تو ابوبکر کے دامن کی سجاوٹ ہے

زِ خَلق افضل شُدہ بعد از رسولاں
رسولوں کے بعد (تمام) مخلوق سے افضل ہو گئے

چہ ارفع ھست ایوانِ ابی بکر
ابوبکر کا ایوان (محل) کتنا بلند و بالا گیا

شُنیدندش بگوشِ ہوش کفّار
کفار نے ہوش و توجہ سے کان لگا کر ان کو سنا

زھے ترتیلِ قُرآنِ ابی بکر
ابوبکر کی ترتیلِ قرآنی کیا ہی والا مرتبت ہے

یقیں کرد اوّلاً بر نقلِ معراج
معراج کی خبر پر سب سے پہلے یقین کر لیا

زھے تصدیق و ایقانِ ابی بکر
ابوبکر کی تصدیق و یقین کے کیا ہی کہنے

رفاقت را دلیل آمد ز فی الغار
رفاقت نبوی (جوان کو حاصل ہے) اس کی دلیل (آیت قرآنی) فی الغار سے ملتی ہے

چہ روشن ہست فرقانِ ابی بکر
ابوبکر کی دلیلِ محکم کیسی روشن ہے

زِ لاتحزن سکینت چوں بیفزُود
''لاتحزن'' کے الفاظ سے جو سکینت میں اضافہ ہوا

بہ فیضِ چشمِ گریانِ ابی بکر
یہ ابوبکر کی آنسو بہاتی چشمِ مبارک کا فیضان تھا

لُعاب پاک شد درمانِ دردش
(رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا) لعاب پاک ان کے دردوں کی دوا بن گیا

زہے ایں درد و درمانِ ابی بکر
ابوبکر کے ایسے درد اور ایسی دوا کے قربان

اَمَنَّ الناس شد در حقِ اسلام
اسلام کے حق میں وہ اَمَنّ الناس (سب لوگوں سے بڑھ کر مومن، سب سے بڑھ کر قابلِ اعتماد) ہو گئے

اُولُوالفضل آمدہ شانِ ابی بکر
(قرآن پاک میں) ''اُولوالفضل'' کے الفاظ ابوبکر کی ہی شان میں ہیں

ببیں پہنائے دریائے سخایش
ان کی سخاوت کے دریا کی گہرائی تو ذرا دیکھو

نبی ممنونِ احسانِ ابی بکر
کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (جیسا بحرِ کرم) ابوبکر کے احسانات کا اقرار فرماتے ہیں

توئی بس یا رسول اللہ......! مارا
''اے رسول اللہ ہمارے لیے بس آپ ہی''

زہے ایں ساز و سامانِ ابی بکر
ابوبکر کا یہ ساز و سامان کیا ہی خوب ہے

مناجاتش شدہ روحِ عبادت
ان کی مناجات روحِ عبادت بن گئیں

تصوف ریزہ خوانِ ابی بکر
تصوّف ابوبکر کی ریزہ خوانی ہے

شنو! بوئے کباب اندر نفسہا
سنو! کہ ابوبکر کے آتشِ (عشق) سے جلتے ہوئے دل کی وجہ سے

زِ سوزِ قلب سوزانِ ابی بکر
سانسوں میں کباب (کی طرح جلنے کی) بو آتی ہے

بلافصل و محقَّق نیز منصوص
وہ بلافصل محقق (یقینی اور قطعی) بلکہ منصوص بھی

خلیفہ شد زہے شانِ ابی بکر
خلیفہ بنے ہیں۔ ابوبکر کی شان بہت اونچی ہے

بگفتا اِقتدُوا در حقِ آں شیخ
فرمایا انھی شیخ بزرگ کے حق میں کہ (مومنو! ان کی) پیروی کرو

محمد مرتبہ دانِ ابی بکر
محمد پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ابوبکر کے مرتبہ کو وہ جانتے تھے

سَقِیفہ شد سند در حقِ جُمھُور

زِ شُوریٰ ہست بُرھانِ ابی بکر

جمہور کے حق میں (صرف) سقیفہ ہی سند بن گیا

ابوبکر کی برھان (وسندِ خلافت) شوریٰ سے ہے

مداں در صبر ہمتایش کسے را

صبر میں کسی کو ان کا ہم سر مت سمجھو

مجو دَر حِلم پایانِ ابی بکر

ابوبکر کے حلم کی گہرائی تلاش ہی مت کرو

تَحَمُّل تمغۂ صدرِ مَتینش

تحمل اُن کے متین وفراخ سینۂ مبارک کا تمغہ ہے

توکُّل تاجِ رخشانِ ابی بکر

توکل ابوبکر کا چمکتا تاج ہے

شُجاعت جوشِ جسمِ مبارک

شجاعت وبہادری تو محض ان کے جسم مبارک کا جوش و خروش ہے

عزِیمت تیغِ بُرّانِ ابی بکر

عزیمت ابوبکر کی تیغِ برّاں کا نام ہے

بشد سَدِّ سکندر بہرِ اُمّت

اُمّت کے لیے سدّ سکندری بن گئے

سِپر شد بہر دیں جانِ ابی بکر

اور دین کے لیے ابوبکر کی جان ڈھال بن گئی

''اَیُـقْـطَـع دیـن'' اوجِ عزم وفکرش

اُن کے عزم وفکر کے عروج (کا مظہر) ''اُیقطع الدین'' کا جملہ ہے۔ (فرمایا تھا کہ کیا دین میں کمی کی جائے اور میں زندہ رہوں۔)

''لَـقـاتَـلْتُـهُـم'' آنِ ابی بکر

اور ''لقاتلتہم'' کا ارشادِ گرامی ابوبکر کی عزت وآن ہے (فرمایا کہ چاہے مدینہ کی عورتوں کو درندے بھنبھوڑنے لگیں میں مرتدین سے جہاد ضرور کروں گا)

علاجِ منکرین اَمرِ اٰتُوا

اٰتوا (الزکوٰۃ) کے حکم کے منکرین کا علاج

مؤثر شد بہ اعلانِ ابی بکر

ابوبکر کے اعلانِ (حق) سے ہی مؤثر ہوا

شدہ حَل مُشکلِ ختم نبوت

ختمِ نبوّت کے عقیدے (کے گرد پھیلایا جانے والا) ابہام واشکال حل ہوگیا

بہ تدبیر بہ دَوران ابی بکر

ابوبکر کی تدبیر سے اور ان کی تفہیم سے

مُسیلمہ را چو داخل کرد فی النار

جب مسیلمہ کو فی النار داخل کردیا

بر اُمت ہستِ احسانِ ابی بکر

یہ اُمت پر ابوبکر کا احسانِ (عظیم) ہے

بغل گیرِ نبی ہم در مَزار است

وہ مزارِ اقدس میں بھی نبی پاک ﷺ کے ہم آغوش ہیں

چہ مُحکَم ہست پیمانِ ابی بکر

ابوبکر کا عہد و پیمانِ وفا کتنا محکم و پختہ ہے

تَولّایش نشانِ عشقِ احمد

ان کی محبت و وِلا احمد کریم ﷺ سے عشق کی نشانی ہے

بِدِہ سَر زیرِ فَرمانِ ابی بکر

تم بھی اپنے آپ کو ابوبکر کے فرمان کے تحت لاکر تابع فرمان ہوجاؤ

(۱۰/شعبان المعظم، ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۳/مارچ ۱۹۵۷ء جمعۃ المبارک۔ملتان)

محمد سلمان قریشی

منقبت در مدحِ خلیفۂ بلافصلِ رسول

سیدنا ابوبکرِ صدیق رضی اللہ عنہ

صدیق نبوت کا کچھ ایسا ہے دیوانہ
جاں شمع پہ دیتا ہے جیسے کوئی پروانہ
آنکھوں میں جچے کیسے اَب تاج یہ شاہانہ
ہے سامنے جب اُن کے خود جلوۂ جانانہ

خمخانۂ آقا سے کچھ ایسا تعلق ہے
جی بھر کے پیا لیکن چھلکا نہیں پیمانہ
آقا کی محبت میں صدیق سے ہم سیکھیں
ہر تیرِ ستم کھا کر اشکوں کو بھی پی جانا

کچھ فکر نہیں اپنی اس جان کی اے ہمدم
صدیق کو آقا کا ہجرت میں یہ فرمانا
یہ دل کی تمنا ہے صدیق کی اے آقا
کر جاؤں میں پیش اپنی اِس جان کا نذرانہ

آقا کے گھرانے کی رونق ہیں یہ عائشہ
صد رشکِ ملائک ہے آقا کا یہ کاشانہ
چُن چُن کے مٹایا پھر اعدائے نبوت کو
صدیق نے دکھلائی جب ہمتِ مردانہ

ہے باغِ فدک چھینا صدیق نے زہرا سے
اے ابنِ سبا! تیرا جھوٹا ہے یہ افسانہ
وہ جس کو عداوت ہے صدیق سے اے لوگو!
ہر گز وہ نہیں مومن دنیا کو ہے بتلانا

اظہارِ صداقت تو ہے شیوۂ صدیقی
اظہارِ حقیقت میں سلمانؔ نہ گھبرانا

محمد یوسف طاہر قریشی

منقبت خلیفۂ راشد، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

خدا کی نعمتِ عظیم الفتِ معاویہ
محبتِ معاویہ، مودّتِ معاویہؓ

رسول پاک ﷺ شاہدِ صداقتِ معاویہ
شرافتِ معاویہ، لیاقتِ معاویہؓ

وہ ایک نجم تاباں ہیں رسول ﷺ کے نجوم میں
حضورِ پاک ﷺ شاہدِ امانتِ معاویہؓ

وہ کاتبِ رسول ﷺ ہیں وہ صاحبِ رسول ﷺ ہیں
خدا ہی جانتا ہے کیا ہے عظمتِ معاویہؓ

حیات آفریں گلِ ریاضِ مصطفیٰ ہیں وہ
بہار آفریں گلابِ سیرتِ معاویہؓ

معاویہ سے دشمنی عدوّ دین ہی کریں
خدا شناس جانتے ہیں حرمتِ معاویہؓ

مخالفِ معاویہؓ مخالفِ رسول ﷺ ہے
محبتِ رسول ﷺ ہے محبتِ معاویہؓ

حبیبِ مصطفیٰ تھے وہ رفیقِ باوفا تھے وہ
حسنؓ حسینؓ نے رکھی رفاقتِ معاویہؓ

علیؓ معاویہؓ حسینؓ پھول اک ہی ڈال کے
منافقوں کے دل میں ہے عداوتِ معاویہؓ

وہ پیکرِ سیاست و فراست و خلوص تھے
مسلّمہ مسلّمہ سیاستِ معاویہؓ

نبی ﷺ کے غمگسار وہ نبی ﷺ کے جاں نثار وہ
کرے گا دوزخی ہی بس اہانتِ معاویہؓ

عنایتیں نوازشیں رہی ہیں اُن کی خلق پہ
ہے حق پسند جانتا حقیقتِ معاویہؓ

عروجِ دینِ مصطفیٰ رہا ہے اُن کے دور میں
خدائے پاک کو عزیز عزتِ معاویہؓ

کھلے ہیں باب برکتوں کے ان کے ذکر وفکر سے
سعادتوں کے گل کھلائے مدحتِ معاویہؓ

خدا کی ایسے شخص پہ ہوں لاکھ لاکھ رحمتیں
ہمیشہ جو کرے بیان سیرتِ معاویہؓ

وہ بدنصیب ہے رکھے جو بغض اس سے قلب میں
ملی ہے خوش نصیب کو محبتِ معاویہؓ

خدا جو مجھ سے پوچھے گا "عمل ہیں کیا؟" کہوں گا میں
کہی ہے نعتِ مصطفیٰ ﷺ و مدحتِ معاویہؓ

☆......☆......☆

انجینئر احسن عزیز شہید رحمۃ اللہ علیہ

”امیرِ ما! ایں سر در رہِ خدا حاضر است“

(۲۴ر ذوالقعدہ ۱۲۴۶ھ)

۶ر مئی ۱۸۳۱ء کو سرزمینِ بالاکوٹ پر اپنے آخری معرکے میں امیر المؤمنین سید احمد شہیدؒ اور ارباب بہرام خان شہیدؒ (پشاور) کے درمیان ہونے والا مکالمہ۔

(میاں عبدالقیوم صاحب کی روایت ہے کہ جب آپ (امیر المؤمنین) نیچے کی مسجد میں تشریف لائے وہاں سکھوں کی گولیاں اولے کی طرح برستی تھیں، کوئی آدھ گھڑی ٹھہر کر دادا سید ابوالحسن سے فرمایا کہ نشان لے کر آگے چلو، پھر باآواز بلند تکبیر کہتے ہوئے آپ حملہ آور ہوئے۔ اس وقت ارباب بہرام خاں آپ کے آگے آگے گویا سپر بن کر چلے تھے..... سیرت سید احمد شہید۔ از مولانا ابوالحسن علی ندوی۔ جلد:۲، ص:۴۶۴)

گُنہار کے کنارے
زوروں پہ معرکہ تھا
بہرام خانؒ، سیّد احمدؒ سے جا کے بولے:
”اے امیرِ ما! اجازت؟
اک بات عرض کرلوں
مشکل سے آپڑی ہے......
میداں میں فوجِ باطل
ہر چار سو کھڑی ہے
کیوں نہ غنیم کے ہم، نرغے سے نکل جائیں؟
خطرے کی یہ گھڑی ہے!“
سیّدؒ یہ سُن کے بولے:
بہرام خانؒ بھائی...... جانے بھی دیجیے اب!
ہم ہند سے نکل کر......
مہران کی وادی سے......
بولان کے درّے سے......
قندھار کے صحرا سے......
کابل تلک جو آئے!

سرحد میں پھر پہنچ کر
اللہ کے علَم کو
اُونچا کیا جو ہم نے
سارا سفر یہ اپنا
جس وقت کے لیے تھا
وہ وقت بس یہی ہے!
تھا انتظار جس کا
خاں جی! یہ وہ گھڑی ہے
”منزل“ تو آگئی ہے!“
بہرام خاںؒ کے دل کی
ہی بات تھی یہ گویا
کہنے لگے جواباً:
”لبیک امیرِ ما! بس!
میں آپ ہی کی خاطر
یہ بات کہہ رہا تھا
میرا بھی عزم ورنہ
کچھ اور تو نہیں تھا!

ہجرت کے راہیوں کی
نصرت کا یہ سفر خود
جس شام کے لیے ہی
میں نے بھی طے کیا تھا
وہ شام آ گئی تو...... پھر انتظار کیسا؟
جنت ہے منتظر گر...... اس سے فرار کیسا؟
پرواز کے لیے ہیں
تیار بال و پر بھی
اللہ کے رستے میں
حاضر ہے مرا سر بھی!''
پھر معرکہ ہوا اور......
انصار اور مہاجر
سب خون میں نہا کر
اس دشت میں پڑے تھے!
اُنّیسویں صدی کے
یاقوت اور ہیرے
اک طشت میں جڑے تھے!

اے خطۂ سرحد کے
سادہ مزاج لوگو!
دل کے قریب لوگو!
یہ سرزمیں تمھاری......
اسلاف کی اُمنگوں
کی آج بھی امیں ہے
بہرامؒ اور سیّدؒ
عزّامؒ ایسے جیّد
جن سرحدوں سے گزرے
اب اُن کے پار پھر سے
کچھ رومیوں کے لشکر
میدان میں ہیں اُترے
اے میرے پیارے لوگو!
پُرکھوں کی لاج رکھنا
پھر معرکہ بپا ہے
بس یاد آج رکھنا!

❁ ❁ ❁

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپئیر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

شورش کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ

مُدبّرِ احرار، ماسٹر تاج الدین انصاری رحمۃ اللہ علیہ

(نصف صدی کی تاریخ آزادی کا ایک روشن چہرہ)

یکم مئی (۱۹۷۰ء) کو نو دس بجے صبح احرار کے کہن سال راہنما، ماسٹر تاج الدین انصاری دفتر احرار بیرون دہلی دروازہ کی بالائی منزل میں جہاں وہ پاکستان بن جانے کے بعد سے رہ رہے اور اب چہرے کے سرطان سے سوکھ کر کانٹا ہو گئے تھے ہمیشہ کے لیے اپنے پروردگار کو جا ملے۔ رسماً ان کی موت سے خلا پیدا ہو گیا کہ ہر سیاسی شخصیت کے اٹھ جانے پر تعزیتی کلمہ یہی ہوتا ہے۔ لیکن واقعتاً ان کی موت سے ایک بہت بڑی تاریخ جس میں رازہائے درون پردہ بھی تھے ان کے ساتھ منوں مٹی تلے دفن ہو گئی۔ وہ اس برعظیم کی پچاس سالہ قومی اور سیاسی تحریک کے رازدار، ایک خاص دائرے میں معمار اور خلوتیاں راز کے واقف کار تھے۔

راقم الحروف نے ان سے بعض جزوی تحریریں لکھوائیں لیکن ان کے سوانح حیات جو نصف صدی کے حالات و افکار کا مجموعہ تھے مکمل نہ ہو سکے۔ کئی دفعہ اصرار کیا کہ ان حالات کو قلمبند کر دیں لیکن ان کی زندگی حالات کے صدمے اٹھا کر خود ایک صدمہ ہو گئی تھی۔ وہ ہماری اور اپنی خواہش کے باوجود سوانح عمری مکمل نہ کر سکے غالباً ایک دو باب لکھے اس کے بعد مسودہ ادھورا رہ گیا......

وہ بہت کچھ گنوا بلکہ لٹا کر سیاسی زندگی میں داخل ہوئے تھے ان کا اپنا کاروبار تھا، کاروبار کے ہو کے رہتے تو صوبہ کے چند متمول افراد میں ہوتے لیکن تحریک خلافت میں شامل ہوئے تو ہمیشہ کے لیے قومی جدوجہد کے ہو گئے، حتیٰ کہ اس جدوجہد ہی میں بلاوا آ گیا۔ پچاس سال کی سیاسی زندگی میں فقر و استغنا کی تصویر بنے رہے۔ ان کے خیالات سے لوگوں کو اختلاف ہو سکتا ہے۔ وہ نظریات کے ایک خاص سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے۔ لیکن اختلاف کی اس دنیا میں جو چیز ان کے لیے طغرائے امتیاز رہی اور جس سے پیدائیشی بددیانتوں یا خاندانی زبان درازوں کے سوا کسی کو کبھی اختلاف نہیں رہا وہ ان کی درویشی، حلم، فقر، راست بازی، سادگی اور مجلسی خدمات کا بے لوث سرمایہ ہے۔ وہ انتہائی زیرک اور تیور شناس انسان تھے۔ انسان کو پہلی نظر ہی میں تاڑ لیتے کہ اس کا بل بوتا کیا ہے اور اس کے ساتھ کس سطح پر کس نہج سے معاملہ کیا جا سکتا ہے، اُن کی زبان میں آزار نہیں تھا۔ لیکن قومی معاملوں میں کسی رو رعایت کے عادی نہیں تھے۔ ان لوگوں کو اڑنگے پر لا کر پٹخنی دینا ان کے بائیں ہاتھ کا کرتب تھا جو ملک وملّت کے لیے ناسور رہے۔ اور جن کے رگ و ریشہ میں استعماری طاقتوں

کا لہو گردش کرتا رہا۔ دور کی باتیں چھوڑیے تحریکِ ختمِ نبوّت (۱۹۵۳ء) میں جسٹس محمد منیر نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ:

''تاج الدین انصاری صوبہ میں پولیس کے سربراہ انور علی اور وزارت کے سرخیل ممتاز دولتانہ کو شیشہ میں اس طرح اتارتے رہے کہ آخری وقت تک وہ اندازہ نہ کر سکے کہ ان کے ہاتھوں کھلونا بن رہے ہیں۔ اس طرح وہ اپنی جماعت کو نازک مرحلوں میں بچاتے رہے۔''

مجلس احرار کے شہ دماغ چودھری افضل حق علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ:

''ماسٹر جی جوڑ توڑ کے آدمی اور سوکھی مٹی سے محل بنانے کی صلاحیت کے مالک ہیں۔ دشمن کو ایسا الجھا کے چت کرتے ہیں کہ اس کو دن میں تارے نظر آنے لگتے اور آخر وقت تک معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کہاں سے چوٹ کھا کے گرا ہے۔''

انھوں نے عمر کا بہت بڑا حصہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری، چودھری افضل حق، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی اور دوسرے احرار زعما کے ساتھ بسر کیا۔ وہ مہاتما گاندھی، پنڈت نہرو، مولانا ابوالکلام آزاد، مفتی کفایت اللہ اور اس عہد کے بعض دوسرے نامور لیڈروں کے ساتھ رہے۔ انھیں سالہا سال نزدیک سے دیکھا۔ ان کے متعلق تاریخ کی بعض ایسی باتوں سے واقف تھے کہ وہ باتیں اُنھی کے ساتھ پیوند خاک ہوگئیں۔ رقم کر جاتے تو ہم نہ صرف ان شخصیتوں کے متعلق بعض نئی باتوں سے آشنا ہوتے بلکہ کچھ ایسی کڑیاں بھی ہاتھ آتیں جن سے سیاست کے راج محل استوار ہیں۔ پاکستان بنا تو ماسٹر جی احرار کے صدر ہوگئے۔ یہ ایک نازک وقت تھا۔ ان جیسے ٹھنڈے دل و دماغ کا آدمی ہی مجلس کو طوفان کی زد سے بچا جاسکتا تھا۔ یہی ہوا، ان کی بدولت مجلس احرار ایک دفعہ ققنس کی طرح پھر اپنی خاکستر سے زندہ ہوگئی لیکن ختمِ نبوّت کی تحریک میں خلاف قانون جماعت قرار پانے پر اس کا شیرازہ بکھر گیا۔ ایک حصہ ختمِ نبوّت میں چلا گیا اور اپنے محاذ پر سرگرم رہا۔ دوسرا حصہ جمعیت العلماء کی چھتری تلے آ گیا۔ شاہ جی کے فرزند سید ابوذر بخاری نے احرار کے اس پرانے کارواں کو مرتب کیا سفر کو نکلے اور آج کل بادیہ پیمائی کر رہے ہیں۔ ماسٹر جی اسی قافلہ میں رہے۔ کہا کرتے تھے جس سائباں تلے ساری عمر گزار دی اس کو چھوڑ کر کہاں جاؤں؟ یہیں مرنا چاہتا ہوں، چنانچہ احرار کے دفتر کی چھت پر انتقال کیا اور احرار ہی کے کفن میں لپٹ کر مفکرِ احرار چودھری افضل حق کے پہلو میں دفن ہوگئے، ان کی جس ادا نے راقم کو سب سے زیادہ متاثر کیا وہ اُن کا فقر و استغنا تھا۔ وہ مولانا ابوالکلام آزاد کے اس قول کی صحیح تصویر تھے کہ ان کی حالت حاجت مندوں کی سی تھی۔ لیکن ان کا چہرہ، بے نیازوں کا سا تھا۔ ساری عمر فاقوں میں بسر کی لیکن کبھی کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلایا۔ حتیٰ کہ اپنے ساتھیوں کو بھی اپنی پریشان حالی سے آگاہ نہ کیا۔ کئی کئی دن فاقے میں گزر جاتے لیکن کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوتی۔ ہمیشہ خوش رہے اور اس

اطمینان سے دن کاٹتے تھے کہ انھیں کسی شخص یا جماعت سے کسی عنوان یا کسی پہلو سے کوئی شکایت نہیں ہے۔

ان کا جوان بیٹا صلاح الدین اللہ کو پیارا ہو گیا تو وہ اس کے غم میں زندہ درگور ہو گئے۔ اس کے بعد انھوں نے چھے سات برس زندگی گزاری نہیں بلکہ خود زندگی انھیں گزارتی رہی۔ وہ مرحوم کے کمسنوں کا واحد سہارا تھے۔ اور سہارا کیا تھا فقر و فاقہ۔ قیامت کے دن جو لوگ اپنی غیرت کے باعث بخشے جائیں گے اور جن کی نجات کا باعث اُن کا استغنا ہوگا۔ اس زمانہ میں ماسٹر جی بلاشبہ اس کا مرقع تھے۔ ان کے اُٹھ جانے سے دوستوں کا دل ڈوب گیا، واقعہ یہ ہے کہ اپنے ساتھ وہ روایتوں اور حکایتوں کا ایک خزانہ لے گئے ہیں۔

چٹان اور ایڈیٹر چٹان سے انھیں جو دلچسپی تھی۔ اس کا اندازہ کچھ وہی لوگ کر سکتے ہیں جو موت کے اس مرض میں ان کے پاس آتے جاتے رہے۔ آخری سفر سے دو گھنٹہ پہلے اس شدت سے احقر کو یاد کیا کہ بار بار فون آتے رہے کہ بلا رہے ہیں اور احقر یہ جان چکا تھا کہ وہ ہمیشہ کے لیے جا رہے ہیں۔ وہاں! جہاں سے کبھی کوئی نہیں لوٹا، کسی بزرگ یا عزیز کی جانکنی کا منظر دیکھنا بڑے حوصلے کی چیز ہے۔ احقر میں ہمیشہ اس حوصلہ کا فقدان رہا ہے۔

ماسٹر جی ہم سے بچھڑ گئے لیکن ہمیشہ کے لیے ہماری یادوں کا حصہ ہو گئے۔ ایسی یادیں جن سے تاریخ کی راہیں شگفتہ ہو کر منزل کی صحت کا تعین کرتی ہیں۔

(چٹان، ۱۱رمئی ۱۹۷۰ء)

☆......☆......☆

پروفیسر خالد شبیر احمد
(قسط:۳۵)

ورق ورق زندگی

معروف شاعر ساغر صدیقی سے ملاقات:

گورنمنٹ کالج سول لائن میں ۱۹۶۶ء سے ۱۹۶۹ء تک پڑھاتا رہا۔ اس عرصے میں جو وقت گزری انتہائی خوش کن، سرگرم اور ایک مثالی دورانیہ تھا۔ اس دوران کالج میں کئی تقریبات ہوئیں۔ جن دوستوں کے ساتھ یہ وقت بسر ہوا وہ ہر لحاظ سے بڑے لوگ اور اچھے دوست تھے۔ جن کی یادیں دل میں محفوظ ہیں انھیں بھلا دینا میرے بس کی بات نہیں۔ ایسی ہی ایک تقریب تاریخی مشاعرے کی تھی جسے آج بھی اپنے تصور کی سکرین پر دیکھتا ہوں تو انتہائی محظوظ ہوتا ہوں۔ شہر کے نامور شعراء کے علاوہ بیرونِ شہر سے بھی شعراء اس محفل مشاعرہ میں شریک ہوئے جن میں خاص طور پر ساغر صدیقی اور خضر تمیمی اس لیے قابلِ ذکر ہیں کہ انھوں نے مشاعرہ لوٹ لیا۔ خضر تمیمی ایڈووکیٹ جن کے ہاں ایم۔ اے کی تعلیم کے دوران میرا قیام تھا۔ میری درخواست پر ہی مشاعرے میں شریک ہوئے اُن کی مزاحیہ شاعری نے وہ رنگ جمایا کہ لوگ ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو گئے جب تک وہ سٹیج سے اپنا کلام سناتے رہے سامعین بے تحاشا ہنستے رہے۔ پہلے انھوں نے ایک چھوٹی سی نظم پڑھی جس کا عنوان تھا: ''مجھ کو تینوں یکساں ہیں''

جب میں پڑھنے پر آ جاؤں
بانگ درا......سعدی کی کریما......یا پیسہ اخبار
مجھ کو تینوں یکساں ہیں

بھوک سے جب بے بس ہو جاؤں
گوشت کی بوٹی......سوکھی روٹی......شلغم کا اچار
مجھ کو تینوں یکساں ہیں

عشق میں جب بے تاب ہو جاؤں
رنگیں لیلیٰ......نمکیں عذرا......یا جوتوں کا ہار
مجھ کو تینوں یکساں ہیں

جب میں اس دنیا سے جاؤں
ٹیکسی لاری......اونٹ سواری......یا کوئی موٹر کار
مجھ کو تینوں یکساں ہیں

اکبر آلہ آبادی نے انگریز شاعر ''سودے'' کی نظم کا منظوم ترجمہ ''آب لووَر'' کے نام سے کی۔ خضر تمیمی نے

"آبِ لوؤر" کی پیروڈی "ہاتھ کی روانی" کے عنوان سے کی جو ملک کے کئی رسالوں میں شائع ہوئی جس کے چند اشعار اس مشاعرے میں بھی پڑھے گئے۔ یہ ایک پیٹو کی کہانی ہے جو کسی دعوت پر اپنے ہاتھ دکھاتا نظر آتا ہے

کہیں شوربے میں نہاتا ہوا نوالے سے کشتی بناتا ہوا
وہ چمچے سے چلّو بناتا ہوا وہ آلو کو اُلّو بناتا ہوا
سویّوں پہ سو جاں سے مرتا ہوا اُدھر لاڈ لڈو سے کرتا ہوا
یہ برفی کا دل سرد کرتا ہوا وہ زردے کا رنگ زرد کرتا ہوا
یہ کھچڑی کے چھکے چھڑاتا ہوا وہ فرنی پہ پھر پھر کے آتا ہوا
پُلاؤ کی ہستی مٹاتا ہوا یہ حلوے کے گولے بناتا ہوا
وہ سودے واکبر کا "آبِ لوؤر"
یہاں خضر کی بے زبانی کا زور

جب جناب ساغر صدیقی کی باری آئی تو مشاعرے میں اُن کے پڑھنے سے پہلے ہی ہلچل مچ گئی، لوگوں نے کھڑے ہو کر تالیوں سے اُن کا استقبال کیا۔ ساغر نے ترنم کے ساتھ ایک غزل پڑھی، مشاعرے کا رنگ ہی بدل گیا۔ دوسری غزل لوگوں کے اصرار پر پڑھی اور پھر تیسری غزل بھی لیکن لوگوں کا اصرار کہ مزید پڑھیے۔ ادھر اصرار ساغر کی طرف انکار، دیر تک یہی سلسلہ چلتا رہا۔ لیکن ساغر سٹیج پر لیٹ گئے اور مزید پڑھنے سے انکار دیا۔ اُن غزلوں کے جو چند اشعار یاد رہ گئے نذرِ قارئین ہیں۔

اے تغیرِ زمانہ یہ عجیب دل لگی ہے نہ وقارِ دوستی ہے نہ جمالِ دوستی ہے
وہ گزر گیا ہے ساغر کوئی قافلہ چمن سے کہیں آگ جل رہی ہے کہیں راکھ سو گئی ہے
ستم جاگتے ہیں کرم سو رہے ہیں محبت کے جاہ و حشم سو رہے ہیں
میرے نکتہ سازو! سخن کے خداؤ! پکارو! کہ لوح و قلم سو رہے ہیں
میری اُجڑی اُجڑی سی آنکھوں میں ساغر زمانے کے رنج و الم سو رہے ہیں

تیسری غزل کے دو شعر ملاحظہ فرمائیں:

آوارگی برنگِ تماشا بُری نہیں ذوقِ نظر ملے تو یہ دنیا بُری نہیں
بستی سے دور چل کہیں اے پاسِ وضعِ زیست مر بھی گئے تو چادرِ صحرا بُری نہیں

مشاعرہ ختم ہوا تو دوستوں نے فیصلہ کیا کہ کہیں پر ساغر صدیقی کے ساتھ خصوصی نشست رکھی جائے۔ چنانچہ ہم چند دوست، جن میں عبدالخالق عزمی، عابد صدیق، عبدالرحمٰن شاکر، جابر علی سید اور چند دوسرے احباب شامل تھے، مشاعرے سے فارغ ہونے کے بعد ساغر کو سٹینڈرڈ بیکری کچہری روڈ کے مقابل واقع ریلیکس ہوٹل میں لے آئے اور

اُنھیں اپنا کلام عطا فرمانے کی درخواست کی۔ ساغر صاحب بڑے اچھے موڈ میں تھے اور خاصے خوش نظر آ رہے تھے۔ اُنھوں نے اپنی خوبصورت شاعری سے ہمیں بہت نوازا۔ جب ہم تمام اپنے ادبی ذوق وشوق کو اُن کی غزلوں سے سیراب کر رہے تھے تو اُنھوں نے نے دفعتاً اپنی جیب سے اپنا ٹیکہ نکالا اور ہمارے سامنے اپنے بازو میں لگا دیا۔ میں اُن کے قریب کی نشست پر بیٹھا دیکھ رہا تھا۔ میرے منہ سے بے ساختہ یہ فقرہ نکلا کہ: ''ساغر صاحب اس طرح تو خدانخواستہ آپ مرجائیں گے'' جواب تھا: ''بھائی میرے! میں بالاقساط مر ہی تو رہا ہوں۔''

اس پر ہم حیران بھی ہوئے اور غمگین بھی۔ لیکن وہ جو کر رہے تھے اس پر ہمارا کیا اختیار تھا، کاش وہ ایسا نہ کرتے۔ یہ محفل بھی ختم ہوئی تو کہنے لگے آپ میں سے کوئی مجھے امیرِ شریعت کے بیٹے ابوذر بخاری سے ملا سکتا ہے؟ میں جاتے جاتے اُن سے مل کر جانا چاہتا ہوں۔ میں نے اس خدمت کے لیے فوراً خود کو پیش کیا۔ حضرت مولانا سید ابوذر بخاری قدس سرّہ اُن دنوں عموماً مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت کے پرانے دفتر میں، جو حسین آگاہی جاتے ہوئے راستے میں آتا تھا، بیٹھا کرتے تھے۔ ہم دونوں جب ہوٹل سے باہر آئے تو ساغر صاحب نے مجھے کہا کہ جہاں پر شاہ صاحب بیٹھتے ہیں وہ یہاں سے کتنی دور ہے؟ میں نے کہا کچھ زیادہ دور نہیں۔ کہنے لگے پھر پیدل ہی چلتے ہیں۔ تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ کہنے لگے کہ اگر تانگہ کر لو تو زیادہ بہتر نہیں رہے گا؟ چنانچہ تانگے پر سوار سوئے منزل چل دیے۔ میں نے راستے میں اُن سے عرض کیا کہ آپ نے امیر شریعت کی وفات پر کوئی نظم نہیں کہی؟ (اُن دنوں میں حضرت شاہ جی امیرِ شریعت نوراللہ مرقدہ پر ایک کتاب ''شاہ جی'' کے لیے مواد اکٹھا کر رہا تھا۔ اور میرے شاگرد ڈاکٹر انوار احمد میری معاونت کر رہے تھے) وہ جواب میں کہنے لگے کہ سب سے پہلے تو میں نے ہی ایک نظم کہی جو روزنامہ آزاد میں شائع بھی ہوئی تھی۔ چنانچہ بعد میں وہ نظم میں نے تلاش کر لی اور اس کو بھی شاملِ کتاب کر لیا۔ ہم دونوں حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچے، شاہ جی اچانک ساغر صاحب کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور پھر دونوں دیر تک شعر و ادب پر گفتگو فرماتے رہے۔ میں ساغر صاحب کو اُن کے ہاں ہی چھوڑ کر الوداع کیا اور گھر آ گیا۔

ساغر صاحب کیسے ملتان آئے:

ساغر صاحب کو مشاعرے میں شرکت کے لیے ملتان لانے کی کہانی بھی بڑی دلچسپ ہے۔ فیصلہ یہ ہوا تھا کہ عبدالخالق عزمی لاہور سے اُنہیں لائیں۔ کیونکہ عزمی صاحب ابتدائی دور میں اے۔ جی آفس لاہور میں کام کرتے رہے تھے اور اس دوران اُن کی ساغر صاحب سے ملاقاتیں بھی ہوئی تھیں اور وہ ان سے اچھی طرح آشنا تھے۔ عزمی صاحب بیان کرتے ہیں لاہور پہنچ کر میں سیدھا داتا دربار چلا گیا اور وہاں پر چند نشہ کرنے والوں کو جمع کر کے کہا کہ دیکھو جو ساغر صدیقی کو پکڑ کر میرے پاس یہاں لائے گا اس کو دس روپے انعام ملے گا۔ وہ یہ سن کر اِدھر اُدھر دوڑ گئے اور ایک گھنٹہ کے اندر ہی چار پانچ نشئی ساغر کو اس طرح پکڑے ہوئے آئے کہ ساغر صاحب ''مجھے چھوڑ دو، مجھے چھوڑ دو'' چلاّ رہے تھے۔ عزمی صاحب کہتے ہیں پکڑ کر لانے والا ہر ایک یہی کہہ رہا تھا کہ میں نے اسے پکڑا ہے۔ میں نے سب کو دس دس روپے دے کر فارغ کیا۔ اس کے بعد ساغر میرے

حوالے ہو گئے۔ کہنے لگے کہ یہ سب آپ نے کیا؟ اور ایسا کیوں کیا۔ کچھ دیر تک اُن کا موڈ خراب رہا۔ میں نے کہا کہ ساغر صاحب آپ سے ملاقات کو کافی عرصہ ہو گیا تھا۔ اب آپ ہی بتلائیں کہ آپ سے نیاز حاصل کرنے کا اس کے سوا اور کوئی طریقہ بھی تھا؟ چنانچہ کچھ مائل بہ کرم ہوئے تو انہیں لے کر ہوٹل میں لے آیا اور کچھ دیر اُن سے چائی کی پیالی پہ گفتگو ہوئی جس کے بعد میں نے اُنھیں ٹیکسی پر بیٹھنے کو کہا تو کہنے لگے بھائی یہ مجھے آپ کہاں لے جا رہے ہیں؟ میں نے کہا کہ ایک جگہ آپ کو کسی دوست سے ملوانا ہے۔ وہ دوست آپ کی ملاقات کے لیے ایک مدت سے خواہش مند ہے۔ ٹیکسی میں بیٹھ گئے لیکن اُن کے چہرے سے معلوم ہو رہا تھا کہ جس سے ملاقات کے لیے ساغر صاحب کو کہا جا رہا ہے وہ اس سے ملنے کے خواہش مند نہیں۔ بہرحال ٹیکسی چل پڑی ٹیکسی والے کو پہلے ہی کہہ دیا گیا تھا ملتان چلنا ہے۔ جب ٹیکسی شہر سے باہر آ گئی تو ساغر صاحب بگڑ گئے، مجھے چھوڑ و کہاں لے جا رہے ہو؟ عزمی صاحب نے کہا ملتان جا رہے ہیں وہاں ایک مشاعرے میں آپ کی شرکت بہت ضروری ہے۔ کہنے لگے مجھے کسی مشاعرے میں نہیں جانا، مجھے چھوڑ دو۔ عزمی صاحب نے بڑی منت خوشامد سے اُنھیں قائل تو کر لیا لیکن اس کے باوجود اُن کے تأثرات آمادگی والے نہیں تھے۔ کافی دور نکل جانے کے بعد کہنے لگے کہ اچھا مجھے ذرا ان کھیتوں میں رفع حاجت کے لیے جانا ہے۔ ٹیکسی روکو! ٹیکسی رک گئی۔ عزمی صاحب کہتے ہیں کہ میرے ذہن میں تھا یہ یہاں سے بھی بھاگنے کی کوشش کریں گے۔ چنانچہ ویسا ہی ہوا، ساغر صاحب نے بھاگنے کی کوشش کی لیکن میں نے جلد اُن پر قابو پا لیا۔ وہ بِا کراہ ٹیکسی میں بیٹھ گئے اور ٹیکسی پھر روانہ ہو گئی۔ جب ساغر صاحب نے دیکھا کہ اب میری جان چھوٹنے کی نہیں تو پھر وہ راضی ہو گئے۔ موڈ بھی ٹھیک ہو گیا اور پھر ملتان تک عزمی صاحب کے ساتھ بڑی اچھی بات چیت ہوتی رہی۔ اب عزمی اور ساغر دونوں دنیا میں نہیں ہیں اُن کی کہانی لکھی جا رہی ہے۔ عابد صدیق نے سچ کہا تھا:

عابد یہ آدمی کی اذیت کا دور ہے　　　　اچھے رہے وہ لوگ یقیناً جو مر گئے
جھیلا تھا جس نے درد ملامت ہمارے ساتھ　　　　ہے وقت سے سوال کہ وہ شخص کیا ہوا

ایس۔ای کالج بہاول پور میں تبدیلی، مارچ ۱۹۶۹ء:

گورنمنٹ کالج سول لائن ہمارے ایامِ ملازمت بہت اچھے گزر رہے تھے کہ اچانک سب سے پہلے عابد صدیق، رحیم یار خان تبدیل ہو گئے بعد میں عبدالرحمٰن شاکر بھی رحیم یار خان کالج چلے گئے جس کے بعد میری تبدیلی بھی ایس۔ای کالج بہاول پور میں کر دی گئی۔ یہ مارچ ۱۹۶۹ء تھا، جب ایوب خان ایک زبردست تحریک کے بعد معزول ہوئے اور اپنی جگہ جنرل یحیٰی خان کو بٹھا گئے۔ بہاول پور شہر میں مجھے دوسری مرتبہ آنے کا اتفاق ہوا تھا۔ پہلی بار حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جماعتِ احرار کی مجلس شوریٰ کی میٹنگ مولانا غلام مصطفیٰ صاحب کے مدرسہ دار العلوم مدنیہ بہاولپور میں رکھی تھی جس میں، میں نے بھی شرکت کی تھی۔ اُس وقت یہ مدرسہ زیرِ تعمیر تھا۔ بعد میں مجھے وہاں جانے کا اتفاق ہوا تو دیکھا کہ وہ تین منزلہ مدرسہ سیکڑوں طالبانِ دین کو تعلیم دے رہا ہے۔ جس کو دیکھ کر طبیعت بڑی خوش ہوئی۔ مہتمم صاحب نے میری بڑی عزت افزائی کی اور مہمانوں کی تأثرات کی کتاب میں بھی مجھ سے لکھوایا۔

بہاول پور میں شہر کے بارے میں یہ بات مشہور تھی کہ اوّل تو کوئی یہاں آنا پسند نہیں کرتا اور اگر کبھی وہ اس شہر میں رہائش پذیر ہو جائے تو یہاں سے جانا بھی پسند نہیں کرتا۔

پہلے دن جب میں نے پرنسپل صاحب کے سامنے پیش ہو کر کالج (Join) جائن کیا تو مجھے بخار تھا۔ اس لیے فارغ ہوتے ہی فرید گیٹ کے ساتھ ڈاکٹر آفتاب کے کلینک میں گیا اُنھوں نے دوا دی اور میری طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگے نئے معلوم ہوتے ہو، کہاں سے آئے ہو؟ میں نے بتایا کہ ملتان سے ایس۔ای کالج بطور لیکچرر سیاسیات آج ہی آمد ہوئی ہے، تو انھوں نے بھی مسکراتے ہوئے یہی کہا:

''بہاول پور اوّل تو کوئی آنا پسند نہیں کرتا لیکن اگر کچھ عرصہ رہ جائے تو پھر چھوڑ کر جانا بھی پسند نہیں کرتا۔''

میں نے اپنے چار سالہ قیام میں یہی بات محسوس کی کہ وہاں واقعی ایک خاص قسم کی کشش ہے۔ اس شہر کے پانی میں نہ جانے کیا تاثیر ہے کہ آدمی یہیں کا ہو کے رہ جاتا ہے۔ یہاں کے لوگ خلوص و محبت کی دولت سے مالا مال ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ عابد صدیق میرے بعد یہاں آئے تو پھر بہاول پوری ہو گئے اور یہ بات صرف اُن تک ہی نہیں بلکہ ایسی دوسری اور مثالیں میرے علم میں ہیں۔ پروفیسر عطاء اللہ اعوان جنھوں نے زمانۂ طالب علمی میں ہی قادیانیت کو ترک کر کے اسلام قبول کیا، ان کا معاملہ بھی یہی ہے۔ وہ احمد پور شرقیہ میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر سے متاثر ہو کر اُسی جلسہ میں امیر شریعت کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ اس وقت وہ نویں جماعت کے طالب علم تھے۔ پھر گھر واپس نہیں گئے۔ جلسہ ختم ہو گیا تو شاہ صاحب جانے لگے تو اس بچے نے شاہ جی کا دامن پکڑ کر کہا کہ:

''آپ مجھے چھوڑ کر کہاں جا رہے ہیں؟ میرا سارا خاندان قادیانی ہے، میں اب کہیں نہیں جا سکتا مجھے اپنے ساتھ ہی لے چلیے۔''

امیر شریعت اُنھیں ساتھ ملتان لے آئے۔ ظاہر ہے کہ دفتر احرار تو جماعت پر مارشل لائی پابندیوں کی وجہ سے کہیں نہیں تھا۔ ملتان کے مجلسِ تحفظ ختمِ نبوّت کے دفتر میں اُنھیں ٹھہرانے کا بندوبست کیا، یہیں پر اعوان صاحب نے اپنی تعلیم حاصل کی اور پھر ایم۔اے کی تعلیم دفتر مجلسِ تحفظ ختمِ نبوّت کراچی میں رہتے ہوئے مکمل کی۔ اُنھوں نے میرے بہاول پور آنے سے ایک سال پہلے ۱۹۶۸ء میں ایس۔ای کالج میں اردو کے لیکچرار کے طور پر تدریسی زندگی کا آغاز کیا۔ اُنھوں نے بھی بہاول پور کو اپنا مستقر ہی بنا لیا۔ اسی طرح ایک اور پروفیسر رشید الزماں آئے تو یہیں کے ہو کے رہ گئے۔ میں نے جب اس کالج میں پڑھانا شروع کیا تو میں یہاں پر ایک اجنبی تھا، کوئی شناسائی نہ تھی۔ لیکن کالج میں چند پروفیسرز نے میری پذیرائی کی اور مجھے احساسِ تنہائی نہ ہونے دیا۔ پروفیسر رحمت اللہ شاہ اور پرفیسر ہادی صاحب اور پروفیسر نذیر بھٹی اور چند دوسرے پروفیسر یہ حضرات جماعتِ اسلامی سے متاثر تھے اور شاید میرے نام سے پہلے ہی واقف تھے۔ کہتے ہیں کہ انسان کا تعارف ایک شہر سے دوسرے شہر اُس کے پہنچنے سے پہلے ہی پہنچ جاتا ہے، میرے ساتھ بھی کچھ ایسا معاملہ ہوا۔ ان دوستوں میں چند روز بیٹھ کر مجھے یہ محسوس ہوا کہ اس کالج میں پروفیسر حضرات دو دھڑوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ ایک دھڑے کا تعلق جماعت اسلامی کے ساتھ

ہے تو دوسرا دھڑا، اینٹی جماعت ہے۔ مجھے جماعت اسلامی سے وابستہ دوست بار بار یہ کہتے کہ یہاں ایک پروفیسر طیب قریشی ہیں، وہ فارغ وقت میں اپنے کمرے میں بیٹھتے ہیں اور اُن کے ساتھ کچھ سوشلسٹ پروفیسر بھی ہوتے ہیں۔ آپ اُن کے پاس مت جایئے گا وہ دینی طور پر کچھ اچھے اور صالح لوگ نہیں ہیں اور ایسے لوگوں میں بیٹھ کر دین کے خلاف باتیں سننا پڑتی ہیں۔ میں نے پہلے تو ایسی باتوں کی طرف کوئی توجہ نہ دی لیکن جب میرے ان دوستوں نے کئی بار یہی بات کہی تو میں نے سوچا کہ مجھے تو وہاں اُن کے درمیان ضرور بیٹھنا چاہیے تا کہ اُن کی جو دین کے خلاف جو غلط فہمیاں اور باتیں ہیں اُن کا جواب دینا چاہیے۔ میرے ذہن میں یہ بھی آیا کہ میرے مرشد سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تو پورے ہندوستان کے سوشلسٹ بھی آتے تھے۔ ہندوستان کے معروف کمیونسٹ دانشور سبطِ حسن اکثر امیر شریعت کے پاس آیا کرتے تھے۔ فیض احمد فیض، کے ایم اشرف اور ساحر لدھیانوی سمیت بائیں بازو کی فکر سے وابستہ کئی نامی گرامی مفکرین سے اُن کا میل جول اور احترام کا تعلق تھا۔ پھر اگر اپنے آپ پر، اپنے عقائد و نظریات پر اعتماد ہو تو کیا فرق پڑتا ہے۔ بہر حال ایک روز میں اس کمرے میں گیا تو کمرے میں موجود تمام پروفیسر حضرات نے کھڑے ہو کر میرا استقبال کیا اور مجھے بہت اپنائیت کا احساس ہوا۔ یہیں پر میرا تعارف پروفیسر عطاء اللہ اعوان سے ہوا۔ شہر کے مشہور شاعر سہیل اختر سے یہیں پر پہلی ملاقات ہوئی۔ ان کے علاوہ پروفیسر نواز قاسمی صاحب جو شعبۂ تاریخ سے وابستہ تھے یہیں پر مجھ سے متعارف ہوئے۔ پروفیسر نواز صاحب، معروف شاعر و افسانہ نگار احمد ندیم قاسمی کے بھانجے تھے اور بڑے پکے سوشلسٹ تھے۔ بعد میں اسلم انصاری بھی ملتان سے تبدیل ہو کر آ گئے کچھ عرصہ بعد عابد صدیق بھی ایک نئے روپ اور نئے رنگ میں یہاں آ گئے پھر وہی ملتان کا سا ماحول بہم میسر ہو گیا۔ چائے کی پیالی، سگریٹ کے کش اور مختلف علمی و ادبی و سیاسی موضوعات پر بحث و تمحیص، یہ سب کچھ میرے مزاج کے عین مطابق تھا لہٰذا میں اُن میں یوں گھل مل گیا کہ جیسے مدتوں سے اُن کے درمیان ہی تھا۔ ایسے میں مجھے احمد ندیم قاسمی کا شعر اکثر یاد آتا تھا کہ:

وہ اعتماد ہے مجھ کو سرشتِ انساں پر
کسی بھی شہر میں جاؤں غریب شہر نہیں

میں نے مکان کی تلاش شروع کی لیکن تقریباً آٹھ ماہ تک مجھے کوئی مکان نہ ملا۔ اور عارضی رہائش کالج سے کچھ دور کالج کی ایسی عمارت میں تھی جہاں پہلے انٹر تک کی کلاسیں ہوتی تھیں، وہاں پر اکثر وہ پروفیسر رہائش پذیر تھے جن کے پاس رہائش کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ ہر ہفتے ملتان آتا اور بال بچوں سے مل کر پھر بہاول پور چلا جاتا تھا۔ اسلم انصاری بھی میرے ساتھ کالج کی اسی عمارت میں رہائش پذیر ہوئے۔ اس طرح ہم دونوں کے درمیان دن رات کی نشست رہنے لگی جو کافی لمبے عرصے تک جاری رہی۔ اب بھی کبھی کبھی اُن سے ٹیلی فون پر بات ہو جاتی ہے۔ ان کی رفاقت میرے ادبی ذوق میں گراں قدر اضافے کا باعث بنی۔ میں نے اُن سے بہت کچھ سیکھا اور حاصل کیا ہے۔ میں نے اپنی زندگی میں جتنے پروفیسر اور اساتذہ اردو سے نیاز حاصل کیا اُن جیسا ادب پر دسترس رکھنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ (جاری ہے)

حافظ عبید اللہ　　　　(قسط: اوّل)

ختم نبوت اور خاتم النبیین کا قرآنی مفہوم

اور قادیانی تحریفات وتلبیسات

بہت سے وہ مسلمان دوست جو قادیانیت کے بارے میں سطحی سا علم رکھتے ہیں اور انکی معلومات صرف اس حد تک ہیں کہ قادیانی یا مرزائی ایک گروہ ہے جسے پاکستان کے آئین میں صرف اس لئے غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا ہے کیونکہ وہ حضرت محمد ﷺ کو خاتم النبیین نہیں سمجھتے اور ختم نبوت کو نہیں مانتے، اس کے علاوہ ان مسلمان دوستوں کو مرزائی مذہب کے حدود اربعہ یا عقائد ونظریات سے کوئی تعارف نہیں اور نہ یہ سب جاننے کی انہوں نے ضرورت محسوس کی، ایسے دوست جب کسی قادیانی سے ملتے ہیں یا اس جدید ٹیکنالوجی کے دور میں سوشل میڈیا پر یا انٹرنیٹ پر کوئی قادیانی صفحہ یا ویب سائٹ دیکھتے ہیں تو وہاں جلی حروف کے ساتھ یہ لکھا ہوا پاتے ہیں کہ ﴿ ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین وخیر المرسلین ہیں ﴾ اور ساتھ ہی انہیں کلمہ اسلام ﴿ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﴾ بھی لکھا نظر آتا ہے تو ایسے دوست اکثر تذبذب کا شکار ہو جاتے ہیں اور سوچنے لگتے ہیں کہ یہ تو لکھ رہے ہیں کہ ہم حضرت محمد ﷺ کو خاتم النبیین سمجھتے ہیں جبکہ کہا یہ جاتا ہے کہ مرزائی ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتے تو کیا صحیح ہے اور غلط؟، اسی طرح انکا یہ بھی دعوی ہے کہ ہم اسی کلمہ پر ایمان رکھتے ہیں جو دوسرے مسلمانوں کا ہے تو پھر انہیں غیر مسلم کیوں کہا جاتا ہے؟ کئی بار ہم سے بھی مختلف موقعوں پر یہی سوال کیا گیا اس لئے اس بات کی اشد ضرورت محسوس کی گئی کہ اس موضوع پر لکھا جائے۔

اجمالاً عرض کردوں کہ ملت اسلامیہ اور گروہِ مرزائیہ کے درمیان ختم نبوت کے حوالے سے اصل اختلاف تین باتوں میں ہے، اوّل یہ کہ خاتم النبیین یعنی وہ نبی جسکے بعد کسی کو نبوت نہیں ملے گی کون ہے؟ امت اسلامیہ کا موقف ہے کہ وہ خاتم النبیین حضرت محمد بن عبداللہ ﷺ ہیں جبکہ مرزائی امت کا خاتم النبین ﴿ مرزا غلام احمد قادیانی ﴾ ہے، آسان لفظوں میں مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں، اللہ نے آپ پر نبوت کا سلسلہ ختم فرما دیا، آپ کے بعد کسی کو نبوت نہیں ملے گی جس جس کو نبوت ملنی تھی مل چکی اب آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نام ابنیاء کی فہرست میں داخل نہیں ہوگا اس طرح آنحضرت ﷺ خاتم النبیین والمرسلین ہیں، جبکہ مرزائی مذہب کہتا ہے کہ آپ ﷺ کے پر نبوت کا سلسلہ ختم نہیں ہوا تھا بلکہ ایک اور نبی آنا تھا جو کہ مرزا غلام احمد قادیانی ہے، وہی آخری نبی ہے اور وہی خاتم النبیین ہے، آنحضرت ﷺ کے بعد تیرہ سو سال تک کوئی اس قابل نہ ہوا کہ اسے نبوت ملتی اور نہ مرزا غلام احمد کے بعد کسی کو ملے گی اس طرح اللہ کا آخری نبی مرزا غلام احمد قادیانی ہے (نقل کفر، کفر نہ باشد)۔

امت اسلامیہ اور قادیانی مذہب کا دوسرا اختلاف اس بات میں ہے کہ ملت اسلامیہ کا موقف تو یہ ہے کہ آپ ﷺ کی صرف ایک بعثت ہوئی اور آپ کو ساری مخلوق کے لئے اور قیامت تک کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا نہ آپ کی کوئی دوسری

بعثت ہونی ہے اور نہ ہے کسی اور کی شکل میں (نعوذ باللہ) آپ ﷺ کو دوبارہ بھیجا جانا ہے۔ جبکہ مرزائی مذہب یہ کہتا ہے کہ مرز غلام احمد قادیانی کی شکل میں حضرت محمد ﷺ کا دوبارہ ظہور ہوا اور مرزا غلام احمد (نعوذ باللہ) آنحضرت ﷺ کا ہی وجود ہے اور ان دونوں میں کوئی فرق نہیں، یعنی انکے نزدیک جب ﴿محمد رسول اللہ﴾ بولا جاتا ہے تو اس میں مرزا غلام احمد بھی داخل ہو جاتا ہے کیونکہ وہ آنحضرت ﷺ کا ہی وجود کا مظہر ہے۔ (اس قادیانی عقیدے کی تفصیل آگے بیان کی جائے گی)۔

مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان اس حوالے سے تیسرا اختلاف یہ ہے کہ اہل اسلام کے نزدیک قرآن وحدیث کے مطابق اللہ تعالی کا ہر نبی مستقل اور حقیقی نبی ہوتا ہے، چاہے اسے نئی شریعت یا کتاب دیکر بھیجا گیا ہو یا وہ اپنے سے پہلے نبی کی شریعت پر عمل پیرا ہو، جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کی ایک نئی قسم ایجاد کی جسکا نام ﴿ظلی بروزی غیر مستقل﴾ نبوت رکھا، یہ نبوت کیوں ایجاد کی گئی؟ اسکی وجہ بھی آگے بیان کی جائے گی۔

خلاصہ کلام یہ کہ اہل اسلام اور مرزائی جماعت کا اصل اور بنیادی اختلاف اس پر نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت جاری ہے یا نہیں یا آپ ﷺ کے بعد انبیاء کا سلسلہ کھلا ہے یا نہیں، بلکہ اصل اختلاف اس پر ہے کہ آخری نبی یا خاتم النبیین کون ہے؟ حضرت محمد ﷺ یا مرزا غلام احمد قادیانی؟ اور کیا آنحضرت ﷺ مرزا غلام احمد کی صورت میں دوبارہ ظاہر ہوئے؟۔ کیونکہ مرزائی عقیدے کی مطابق بھی مرزا غلام احمد کے بعد اب ظلی بروزی نبوت بھی بند ہے، وہ انکے نزدیک آخری نبی تھا (یہ بات مرزائی کتب سے باحوالہ بیان کی جائے گی)۔

اب آیئے اس اجمال کی تفصیل کی طرف آتے ہیں، سب سے پہلے ختم نبوت اور خاتم النبیین کا مفہوم قرآن وحدیث اور مفسرین امت سے نیز خود مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریرات سے۔

ختم نبوت اور خاتم النبیین کا قرآنی مفہوم:

لفظ ﴿ختـــــم﴾ کا مادہ قرآن کریم میں جہاں بھی استعمال ہوا ہے اور جہاں جہاں استعمال ہوا ہے ہر جگہ اسکا سیاق وسباق دیکھ لیں وہ اسی مفہوم کے لئے استعمال ہوا ہے کہ کسی چیز کا ایسے طور پر بند کرنا کہ باہر سے کوئی چیز اسکے اندر نہ جا سکے اور کوئی چیز باہر نہ نکالی جا سکے یا آخری کے معنی میں آیا ہے مثال کے طور پر ﴿ختم اللہ علی قلوبھم﴾ مہر کردی اللہ نے انکے دلوں پر (البقرۃ: 7)، اور جس دل پر مہر لگا دی جائے جب تک اس پر مہر لگی رہے گی اس دل میں ہدایت داخل نہیں ہو سکتی، یا ﴿یُسقـون من رحیق مختوم﴾ انہیں (یعنی جنتیوں کو) ایسی شراب پلائی جائے گی جس پر مہر لگی ہوگی۔ (المفففین: 25) اس سے اگلی آیت ہے ﴿وختامہ مسک﴾ اور اسکی مہر بھی مشک ہوگی۔ (المطففین: 26) یعنی جب جنتی وہ شراب نوش کریں گے تو اسکا آخری اثر یہ ہوگا کہ ان کے منہ سے مسک کی خوشبو آئے گی۔

یاد رہے کہ ﴿ختم﴾ کا ترجمہ جو (مہر لگانا) ہے یہ وہ مہر ہے جسے اردو میں ﴿سربمہر کرنا﴾ یا ﴿سیل کرنا﴾ اور انگریزی میں (Seal) کہا جاتا ہے، اور جب کسی چیز کو سربمہر کر دیا جائے یا سیل کر دیا جائے تو آپ نے دیکھا ہوگا کہ اسکے تالے پر ایک خاص قسم کی مہر لگا دی جاتی ہے اور اس مہر کو توڑے بغیر نہ کوئی اندر جا سکتا ہے اور نہ کوئی باہر نکل سکتا ہے، اگر اسکا

معنی وہ مہر بھی کر دیا جائے جسے انگریزی میں Stamp کہا جاتا ہے تو بھی یہ آخری کے معنی میں ہی ہوگا کیونکہ کسی بھی دستاویز پر مہر سب سے آخر میں لگائی جاتی ہے ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ مہر پہلے لگا دی جائے اور دستاویز بعد میں لکھی جائے، اور جب مہر لگ جائے تو پھر اس دستاویز میں کسی قسم کی کمی بیشی نہیں کی جاسکتی۔

اب آتے ہیں سورۃ الاحزاب کی آیت 40 کی طرف جسے آیت خاتم النبیین بھی کہا جاتا ہے ﴿ مـا کـان محمد ابا احمد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیء علیما ﴾ محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں میں سے سب سے آخری نبی ہیں اور اللہ ہر بات کو خوب جاننے والا ہے۔ اس آیت کا پس منظر یہ ہے کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو چونکہ آنحضرت ﷺ نے اپنا بیٹا قرار دیا تھا اس لئے لوگ انکو زید بن محمد کہہ کر پکارتے تھے، پچھلی آیتوں میں جب یہ حکم جاری ہوا کہ منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹا قرار نہیں دیا جاسکتا تو حضرت زید کو ﴿ زید بن محمد ﴾ کہنے کی بھی ممانعت ہوگئی، چنانچہ اس آیت کریمہ میں یہ فرمایا گیا ہے کہ آپ کسی مرد کے نسبی باپ نہیں (کیونکہ آپ کی زندہ رہنے والی اولاد صرف بیٹیاں تھیں) لیکن آپ اللہ تعالی کے رسول ہونے کی وجہ سے پوری امت کے روحانی باپ ہیں، اور چونکہ آخری نبی ہیں اور قیامت تک اب اور کسی کو نبوت ملنے والی نہیں ہے اس لئے جاہلیت کی رسموں کو ختم کرنے کی ذمہ داری آپ پر ہی عائد ہوتی ہے۔

اس آیت میں لفظ ﴿ خـاتـم النبیین ﴾ نص صریح ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی بعثت کے ساتھ ہی سلسلہ انبیاء کا خاتمہ ہوگیا، آپ چونکہ تمام اقوام کے لئے اور قیامت تک کے لئے نبی اور رسول ہیں اس لئے اب کسی اور کو نبوت نہ ملے گی اور نہ کوئی نیا نبی پیدا ہوگا۔ آیئے مختصر طور پر دیکھتے ہیں کہ اس لفظ ﴿ خـاتـم الـنـبـیین ﴾ کا مفہوم صحابہ وتابعین، ائمہ لغت اور مفسرین و اکابرین امت نے کیا بیان کیا ہے، اسکے بعد خاتم النبیین کا مفہوم احادیث نبویہ سے اور پھر خود مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریروں سے پیش کیا جائے گا۔

خاتم النبیین کا مفہوم ائمہ لغت سے :

صاحب لسان العرب علامہ ابن منظور نے لکھا ہے ﴿ وختام القوم وخاتِمهم وخاتَمهم آخرهم ﴾ ختام القوم اور خاتِم (تاء کے نیچے زیر کے ساتھ) اور خاتَم (تاء پر زبر کے ساتھ) ان سب کا معنی ہے قوم کا آخری آدمی۔ اور آگے لکھا ﴿ وفی التنزیل العزیز ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین . ای آخرهم ﴾ اور قرآن کریم میں جو خاتم النبیین ہے اسکا مطلب ہے آخری نبی۔ (لسان العرب، جلد 12، صفحہ 164 مادۃ ختم)۔

یاد رہے کہ مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے کے بیان کے مطابق لسان العرب مرزا قادیانی کی پسندیدہ لغات میں سے تھی اور وہ اسکی بہت تعریف کیا کرتا تھا (سیرۃ المہدی حصہ سوم، صفحہ 782 روایت نمبر 897 نیا ایڈیشن)۔

سید مرتضی حسن الزبیدی اپنی شہرہ آفاق کتاب (تاج العروس) میں لکھتے ہیں ﴿ والـخـاتـم مـن کـل شـیء عـاقبته

وآخرته خاتمته، والخاتَم آخر القوم كالخاتِم ومنه قوله تعالى وخاتَم النبيين اى آخرهم ﴾کسی چیز کا خاتَم اسکا خاتمہ اور آخر ہوتا ہے، اور خاتَم قوم کے آخری فرد کو کہا جاتا ہے (اسکا وہی معنی ہے) جو خاتم (حرف ت کے نیچے زیر) کا ہے اور اسی سے اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے خاتم النبیین یعنی آخری نبی۔ (تاج العروس من جواهر القاموس، جلد 32 صفحہ 45 مادہ ختم)۔

علامہ اسماعیل بن حماد الجوہری نے الصحاح میں لکھا ہے ﴿والخاتَم والخاتِم بكسر التاء وفتحها والختام والخاتام كله بمعنىً ﴾خاتَم اور خاتِم (تاء کے زبر کے ساتھ ہو زیر کے ساتھ) اور ختام اور خاتام ان سب کا ایک ہی معنی ہے۔ آگے لکھتے ہیں ﴿وخاتمه الشيء آخره ومحمد ﷺ خاتم الانبياء عليهم الصلاة والسلام ﴾ اور کسی چیز کا خاتمہ اسکے آخر کو کہتے ہیں (اسی سے ہے) کہ محمد ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام کے خاتم یعنی آخری ہیں۔ (الصحاح تاج اللغة وصحاح العربية، جلد 1 مادہ ختم)۔

علامہ ابوالبقاء ایوب بن موسیٰ الکفوی اپنی کتاب الکلیات میں لکھتے ہیں ﴿وتسمية نبينا خاتم الانبياء لأن الخاتم آخر القوم قال الله تعالى ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين ﴾اور ہمارے نبی ﷺ کا نام خاتم النبیین اس لئے رکھا گیا کیونکہ خاتم قوم کے آخری فرد کو کہتے ہیں (اور آپ انبیاء کے آخری ہیں)۔ (کلیات ابی البقاء، صفحہ 431، مؤسسۃ الرسالۃ)

شیخ محمد طاہر پٹنی مجمع بحار الانوار میں لکھتے ہیں ﴿والخاتَم والخاتِم من اسماء ہ صلى الله عليه وسلم بالفتح اسم آخرهم وبالكسر اسم فاعل ﴾خاتم (تاء کے زبر کے ساتھ ہو یا زیر کے ساتھ) نبی کریم ﷺ کے ناموں میں سے ایک نام ہے، اگر تاء پر زبر کے ساتھ ہو تو یہ اسم ہے جسکا معنی ہے آخری نبی، اور اگر تاء کے نیچے زیر پڑھیں تو پھر اسم فاعل ہوگا (یعنی ختم کرنے والا)۔ (مجمع بحار الانوار، جلد 1 صفحہ 330 طبع نولکشور)۔

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں ﴿وخاتم النبيين لأنه ختم النبوة اى تممها بمجيئه ﴾آپ ﷺ کو خاتم النبیین اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ نے نبوت کو ختم کر دیا یعنی آپ کی تشریف آوری سے نبوت مکمل ہوگئی۔ (المفردات فی غریب القرآن، صفحہ 143)۔

مشہور امام نحو ابواسحاق ابراہیم بن سری (متوفی 311ھ) جو کہ ﴿زجاج﴾ کے نام سے جانے جاتے ہیں، لکھتے ہیں ﴿وقُرِئت وخاتِم النبيين وخاتَم النبيين فمن كسر التاء فمعناه خَتَم النبيين، ومن قرأ وخاتَم النبيين بفتح التاء فمعناه آخر النبيين لا نبى بعده ﴾خاتم النبیین کو دو طرح سے پڑھا گیا ہے، خاتِم یعنی تاء کے نیچے زیر کے ساتھ اور خاتَم یعنی تاء پر زبر کے ساتھ، جس نے تاء کے نیچے زیر پڑھی ہے اسکا معنی ہے کہ آپ ﷺ نے انبیاء کا خاتمہ کر دیا، اور جس نے تاء پر زبر پڑھی ہے یعنی خَاتَم النبيين تو اسکا معنی آخری نبی جسکے بعد کوئی نبی نہیں۔ (معاني القرآن واعرابه للزجاج، جلد 4 صفحہ 230، طبع عالم الکتب، بیروت)۔ **(جاری ہے)**

شکیل عثمانی　　　　(دوسری و آخری قسط)

''ضربِ کلیم'' اور احمدیت

پروفیسر یوسف سلیم چشتی مرحوم کے مضمون کا ضمیمہ

پروفیسر یوسف سلیم چشتی کا مضمون ''ضربِ کلیم اور احمدیت'' گزشتہ شمارے میں قارئین نے مطالعہ کیا۔ ہمارے بزرگ مہربان اور اُمّت مسلمہ کے بہت سے موضوعات پر خصوصی مطالعے کے حامل تجزیہ کار جناب شکیل عثمانی نے اس مضمون کا ضمیمہ بھی لکھا ہے جس میں پروفیسر یوسف سلیم چشتی کے مختصر احوال و آثار کے علاوہ پروفیسر صاحب کے اشارات کی شکل میں دیے گئے بعض حوالوں کی تخریج بھی ہے۔ نیز پروفیسر صاحب کے نقطۂ نظر کو مزید پختہ و موثق کرنے کے لیے قادیانی کتابوں سے چند مزید حوالے بھی دیے گئے ہیں۔ ضمیمے کے آخری حصے میں پروفیسر صاحب کے مضمون کے حوالے سے تحریکِ احمدیہ پر طائرانہ نظر ڈالی گئی ہے۔ (ادارہ)

پروفیسر سلیم چشتی، مختصر احوال و آثار:

پروفیسر یوسف سلیم چشتی ۲؍مئی ۱۸۹۶ء کو بھارت کے شہر بریلی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم قدیم مدارس میں پائی اور بعد میں جدید تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۱۸ء میں الٰہ آباد یونی ورسٹی سے فلسفے میں بی اے (آنرز) اور ۱۹۲۴ء میں احمد آباد یونی ورسٹی سے فلسفے میں ایم کیا۔ پہلے کانپور کے ایک کالج میں، پھر ایف سی کالج لاہور میں تدریس کے فرائض سرانجام دیے۔ علامہ اقبال کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع ملا۔ آپ نے علامہ کے تقریباً تمام شعری مجموعوں کی شرحیں لکھیں جن کی بالعموم پذیرائی ہوئی۔ پروفیسر چشتی اسلام کے علاوہ عیسائیت، ہندومت، بدھ مت اور ویدانت پر گہری نظر رکھتے تھے۔ آپ جدید فلسفہ اور علم الکلام سے بھی بخوبی واقف تھے۔ آپ نے تحریکِ پاکستان میں سرگرمی سے حصہ لیا۔ پروفیسر صاحب کی مشہور کتابیں رکتابچے درج ذیل ہیں:

پیامِ حریت، تعلیماتِ اقبال، محکماتِ عالم قرآنی، ختمِ نبوّت، مجدد کی شناخت، شرحِ دیوانِ غالب، اسلامی تصوف، اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش۔ آپ کا انتقال ۱۱؍فروری ۱۹۸۴ء کو لاہور میں ہوا۔

(ماخوذ از: اردو جامع انسائیکلوپیڈیا مدیر اعلیٰ مولانا حامد علی خاں، وفیاتِ ناموران پاکستان، مؤلفہ: ڈاکٹر منیر احمد سلیچ، یادوں کے دیے مصنفہ: محمد حمزہ فاروقی)

پروفیسر یوسف سلیم چشتی کے بعض حوالوں کی تخریج و توضیح:

اسلام کے دو حصے:

قادیانی مذہب کے مطابق مسلمانوں کو غلامی کا سبق پڑھانا جائز بلکہ فرضِ عین ہے۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

''میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں، ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کرے، دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو، سو وہ حکومتِ برطانیہ ہے۔''

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی، مندرجہ رسالہ بعنوان ''گورنمنٹ کی توجہ کے لائق'' ملحقہ شہادت القرآن، مصنفہ مرزا صاحب، روحانی خزائن، ص:۳۸۰، ۳۸۱، جلد:۶)

خودکاشتہ پودا:

مرزا قادیانی اپنی درخواست بنام لیفٹینٹ گورنر پنجاب مورخہ ۲۴ر فروری ۱۸۹۸ء میں لکھتے ہیں:

''یہ التماس ہے کہ سرکارِ دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربے سے ایک وفادار، جانثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکارِ انگریزی کا پکا خیرخواہ اور خدمت گزار ہے۔ اس خودکاشتہ پودے کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے، اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔''

(تبلیغِ رسالت، جلد ہفتم، ص:۱۹۔۲۰۔ مؤلفہ میر قاسم علی قادیانی، مجموعۂ اشتہارات ص:۲۰۔۲۱۔۲۲، جلد:۳)

پچاس الماریاں:

مرزا قادیانی نے بقول خود ممانعتِ جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھیں اور اشتہارات شائع کیے کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں اور انہیں عرب ممالک، افغانستان اور ترکی تک پہنچایا۔ سوال یہ ہے کہ اُس وقت مصر، شام، افغانستان اور ترکی آزاد ممالک تھے، انہیں انگریزوں کی اطاعت کا درس دینے کیا ضرورت تھی؟ بہرحال مرزا قادیانی کی تحریر ملاحظہ فرمایئے، اس سوال کا جواب بھی مل جائے گا۔ وہ لکھتے ہیں:

''میری عمر کا اکثر حصہ سلطنتِ انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعتِ جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہارات شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالکِ عرب اور مصر و شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیرخواہ ہو جائیں اور مہدئ خونی اور مسیحِ خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کا جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں، ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔'' (تریاق القلوب، ص:۱۵۔ روحانی خزائن، ص:۱۵۵۔۱۵۶، جلد:۱۵)

حکومتوں کا فرق:

مرزا قادیانی کے مشن (Mission) کو کون سی حکومت Suit کرتی ہے؟ موصوف خود فرماتے ہیں:

''میں اپنے کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ مدینہ میں، نہ روم میں، نہ شام، نہ ایران میں، نہ کابل میں، مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لیے دعا کرتا ہوں۔''

(اشتہار مورخہ ۲۲ر مارچ ۱۸۹۷ء مندرجہ تبلیغِ رسالت، جلد ششم، ص:۶۹)

حکومتِ برطانیہ قادیانی تلوار ہے:

پہلی جنگِ عظیم کے دوران ب انگریزوں نے عراق پر قبضہ کرلیا تو روزنامہ الفضل قادیان نے لکھا:

''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) فرماتے ہیں: ''میں مہدی معہود ہوں اور گورنمنٹ برطانیہ میری وہ تلوار ہے جس کے مقابلے میں ان علما کی کچھ پیش نہیں جاتی۔'' اب غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر ہم احمدیوں کو اس فتح سے خوشی کیوں نہ ہو۔ عراق، عرب ہو یا شام، ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔''

(روزنامہ الفضل، جلد: ۶ نمبر ۴۲، ص: ۹، مؤرخہ ۷ دسمبر ۱۹۱۸ء)

واضح رہے کہ قادیانیوں نے سقوطِ بغداد میں اہم کردار ادا کیا۔ اس کردار کے سبب انگریزوں نے مرزا قادیانی کے بیٹے اور دوسرے جانشین مرزا بشیر الدین محمود کے برادرِ نسبتی میجر حبیب اللہ شاہ کو عراق کا گورنر مقرر کیا۔ میجر حبیب اللہ شاہ (جو میڈیکل ڈاکٹر تھے) نے پہلی جنگِ عظیم کے دوران برطانوی فوج میں شمولیت اختیار کی اور عراق میں خدمات انجام دیں۔

فخر اور شرم:

جماعتِ احمدیہ قادیان کے سربراہ اور مرزا قادیانی کے صاحبزادے، مرزا بشیر الدین محمود نے ایک خطبۂ جمعہ میں کہا:

''حضرت مسیح موعود نے فخر یہ لکھا ہے کہ میری کوئی کتاب ایسی نہیں جس میں، مَیں نے گورنمنٹ کی تائید نہ کی ہو، مگر مجھے افسوس ہے کہ میں نے غیروں سے نہیں بلکہ احمدیوں کو یہ کہتے سنا ہے (میں انھیں احمدی ہی کہوں گا کیونکہ نابینا بھی آخر انسان کہلاتا ہے) کہ ہمیں حضرت مسیح موعودؑ کی ایسی تحریریں پڑھ کر شرم آجاتی ہے۔ انہیں شرم کیوں آتی ہے، اس لیے کہ ان کی اندر کی آنکھ نہیں کھلی۔'' (روزنامہ الفضل قادیان، مورخہ ۷ر جولائی ۱۹۳۲ء)

مرزا غلام قادیانی کی مخصوص گالی ''ذریۃ البغایا'':

مرزا قادیانی درشت کلامی اور دشنام طرازی میں یدِطولیٰ رکھتے تھے۔ اپنے مخالفین کے لیے ان کا تکیہ کلام ذریۃ البغایا (بدکار عورتوں کی اولاد) ہے۔ یہ ترجمہ خود موصوف کا کیا ہوا ہے۔ لکھتا ہے:

''میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے، مگر بدکار عورتوں کی اولاد جن کے دل پر خدا نے مہر لگا دی ہے، اس لیے وہ قبول نہیں کرتے۔''

(آئینہ کمالات اسلام، ص: ۵۴۷، روحانی خزائن، ص: ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ جلد: ۵)

مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

''جو شخص ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔'' (انوار الاسلام، ص: ۳۰، روحانی خزائن، ص: ۳۱۔ جلد: ۹)

مرزا علیہ ماعلیہ:

''دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اوران کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔''

(نجم الہدیٰ، ص:۱۰، روحانی خزائن، ص:۵۲، جلد:۱۴)

لعنت، لعنت، لعنت......:

مرزا غلام قادیانی نے اپنے زمانے کے اکابر علما وشیوخ کو اپنی ہجو گوئی کا نشانہ بنایا۔ ان میں مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی، مولانا عبدالحق حقانی، مولانا احمد علی سہارنپوری اور مولانا رشید احمد گنگوہی جیسے ممتاز علما شامل ہیں۔ مرزا صاحب نے ان کے لیے شیطانِ لعین، شیطانِ اعمیٰ، غولِ اغویٰ اور شقی وملعون کے الفاظ استعمال کیے۔ انہوں نے مشہور عالم اور شیخِ طریقت پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی شان میں ایک ہجو یہ قصیدہ لکھا جس کے دوشعروں کا ترجمہ ان ہی کے قلم سے ملاحظہ ہو:

''پر میں نے کہا کہ اے گولڑہ کی زمین تجھ پر لعنت، تو ملعونوں کے سبب ملعون ہوگئی، پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی۔ اس فرومایہ نے کمینہ لوگوں کی طرح گالی کے ساتھ بات کی ہے اور ہر ایک آدمی خصوصیت کے ساتھ آزمایا جاتا ہے۔(اعجاز احمدی، ص:۷۵۔۷۶)

مرزا قادیانی ان مطاعن اور درشت کلامیوں سے آگے بڑھ کر بعض اوقات مخالفین پر لعنت کرتے ہوئے لعنت کی تعداد کو کسی ایک ہندسے میں ظاہر کرنے کے بجائے لفظ لعنت کو علیحدہ علیحدہ لکھتے ہیں۔ ضمیمہ نزول المسیح میں انہوں نے مولانا ثناءاللہ امرتسری کے لیے دس مرتبہ لعنت لکھا ہے اور نورالحق میں عیسائیوں کے لیے ایک ہزار بار لعنت کا لفظ لکھا ہے۔

پروفیسر چشتی کے مضمون کے حوالے سے تحریک احمدیت پر ایک طائرانہ نظر:

پروفیسر یوسف سلیم چشتی کے مضمون کا پہلا جز یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے انگریز کی غلامی کو الہامی سند فراہم کی۔ انگریزوں کی اطاعت اور تنسیخ جہاد کے سلسلے میں مرزا قادیانی کی کتابوں سے متعدد حوالے پیش کیے جاچکے ہیں۔ موصوف اپنی کتاب ''تریاق القلوب'' کے ضمیمہ نمبر۳ بعنوان ''حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست'' میں واضح طور پر لکھتے ہیں:

''میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اوّل درجے کا خیرخواہِ گورنمنٹ انگریزی ہوں، کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیرخواہی میں اوّل درجے پر بنادیا ہے، اوّل: والد مرحوم کے اثر نے، دوم: اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے، سوم: خدا تعالیٰ کے الہام نے۔''(ص:۳۰۹،۳۱۰)

مرزا قادیانی کے دور سے لے کر اس وقت تک برصغیر میں اہم سیاسی، معاشرتی اور اقتصادی تبدیلیاں عمل میں آئی ہیں۔ سیاسی آزادی تو سامنے کی بات ہے۔ ان تبدیلیوں میں احمدیت نے ایک رجعت پسند جماعت کا کردار ادا کیا ہے۔ جماعتِ احمدیہ کی پالیسی ہمیشہ آزادی کے خلاف رہی ہے۔ یہ پالیسی مرزا قادیانی کی تعلیمات کا لازمی نتیجہ ہے۔ ممتاز عالمِ دین، دانش ور اور عربی اور اردو کے صاحبِ طرز ادیب مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے مرزا قادیانی کے سیاسی مؤقف پر بڑا خوبصورت تبصرہ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

’’مرزا (قادیانی) حکومتِ برطانیہ کا اقبال اور اس کا وسعت واستحکام دیکھ کر یقین رکھتے تھے کہ ہندوستان میں انگریزی حکومت کو کبھی زوال نہیں آئے گا۔ ان کے نزدیک اس سے وفاداری کا اظہار اور اس کی قسمت سے اپنی قسمت وابستہ کر دینا ایک بڑی سیاسی دور بینی اور اعلیٰ درجے کے تدبر کی بات تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ جو شخص دینی فراست اور سیاسی بصیرت دونوں سے محروم ہو، اس کا یہی فیصلہ اور اندازہ ہوگا۔ ان کے علم وادراک پر یہ بات بالکل مخفی رہی کہ ان کے انتقال پر نصف صدی نہ گزرنے پائے گی کہ یہ غیر متزلزل انگریزی حکومت جس کو وہ ’’سایۂ الٰہ‘‘ اور ’’دولتِ دین پناہ‘‘ سمجھتے تھے، ہندوستان سے اس طرح کوچ کر جائے گی جیسے کبھی یہاں اس کا وجود نہ تھا۔ اور نہ صرف ہندوستان میں بلکہ ساری دنیا میں اس کا ستارۂ اقبال غروب ہو جائے گا۔ (قادیانیت: مطالعہ وجائزہ، ص:۱۱۵، ۱۱۶)

پروفیسر چشتی کے مضمون کا دوسرا جز مرزا قادیانی کی شخصیت کا وہ پہلو ہے جس کا تعلق درشت کلامی اور دشنام طرازی سے ہے۔ ان کی درشت کلامی اور دشنام طرازی کی متعدد مثالیں پیش کی جا چکی ہیں۔ مرزا قادیانی کا مولانا ثناء اللہ امرتسری اور عیسائیوں کے لیے بالترتیب دس اور ایک ہزار مرتبہ لعنت کا لفظ لکھنا ان کے جوشِ طبیعت کا عجیب نمونہ ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ توازن، اعتدال، تحمل اور عفو وحلم ان سے کوسوں دور تھے۔ غضب خدا کا، اگر کوئی یہ رائے ظاہر کرے کہ وہ مرزا قادیانی کی دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور نہ اسے قبول کرتا ہے تو اس اظہارِ رائے کی سزا، مرزا قادیانی اس کی والدہ کے کردار پر حملہ کر کے دیں گے۔ موصوف کی عربی تحریر کا ترجمہ پیش خدمت ہے:

’’(میری) ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے۔ مگر بدکار عورتوں کی اولاد جن کے دل پر خدا نے مہر لگا دی ہے اس لیے وہ قبول نہیں کرتے۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام، ص:۵۴۷۔۵۴۸)

اصل عبارت عربی میں ہے، ہم نے اس کا ترجمہ کیا ہے۔

مرزا قادیانی کے الفاظ یہ ہیں:

ألا ذریۃ البغایا......عربی لفظ البغایا جمع کا صیغہ ہے۔ اس کا واحد بغیۃ ہے جس کا معنی بدکار، فاحشہ، زانیہ ہے۔

خود مرزا قادیانی نے ’’خطبہ الہامیہ‘‘ ص:۴۹ میں لفظ بغایا کا ترجمہ بازاری عورتیں کیا ہے۔ انھوں نے ’’نور الحق‘‘ حصہ اوّل، ص:۱۲۳ میں بغایا کا ترجمہ نسلِ بدکاراں، زناکار، زنِ بدکار کیا ہے۔

مرزا قادیانی کی بدزبانی، دشنام طرازی اور ان کی مجموعی سیرت وکردار کو سامنے رکھتے ہوئے (جس میں محمدی بیگم کا Episode بھی شامل ہے) ہم احمدی دوستوں سے کہیں گے کہ نبوّت تو دور کی بات ہے، پہلے وہ یہ تو ثابت کریں کہ مرزا قادیانی شریف آدمی تھے۔

ممکن ہے کہ طویل مدت گزر جانے کے سبب بعض قارئین محمدی بیگم Episode کی تلمیح کو نہ سمجھ سکیں۔ ان کی خدمت میں مختصراً عرض ہے کہ پچاس سال کی عمر میں مرزا قادیانی نے اپنی ایک عزیزہ سے تیسری شادی کرنے کا ارادہ کیا۔

یہ دوشیزہ مرزا قادیانی کی چچازاد بہن کی بیٹی تھی جس کا نام محمدی بیگم تھا۔ بات اس طرح شروع ہوئی کہ محمدی بیگم کا والد اپنے کسی ضروری کام کے سلسلے میں مرزا قادیانی کے پاس آیا۔ پہلے تو مرزا قادیانی نے اسے حیلے بہانوں سے ٹالنے کی کوشش کی مگر جب وہ کسی طرح نہ ٹلا تو مرزا قادیانی نے الہامِ الٰہی کا نام لے کر ایک عدد پیش گوئی کر دی کہ ''خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو الہام ہوا ہے کہ تمہارا یہ کام اس شرط پر ہو سکتا ہے کہ اپنی بڑی لڑکی کا نکاح مجھ سے کر دو۔''

(آئینہ کمالات اسلام، ص:۲۳۰۔ روحانی خزائن، جلد:۵، ص:۲۸۵۔۲۸۶)

وہ غیرت مند شخص تھا، یہ بات سن کر واپس چلا گیا۔ مرزا قادیانی نے بعد ازاں ہر چند کوشش کی...... نرمی، سختی، دھمکیاں، لالچ غرض ہر طریقے کو استعمال کیا مگر وہ شخص کسی طرح بھی اپنی بیٹی کا رشتہ دینے پر آمادہ نہیں ہوا۔ آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ مرزا قادیانی نے چیلنج کر دیا کہ ''میں اس پیش گوئی کو اپنے صدق و کذب کے لیے معیار قرار دیتا ہوں اور یہ خدا سے خبر پانے کے بعد کہہ رہا ہوں۔'' (انجام آتھم، ص:۲۲۳، روحانی خزائن، جلد:۱۱، ص:۲۲۳)

اور کہا کہ:

''ہر روک دور کرنے کے بعد اس لڑکی کو خدا تعالیٰ اس عاجز کے نکاح میں لاوے گا۔''

(آئینہ کمالات اسلام، ص:۲۸۶، روحانی خزائن، جلد:۵، ص:۲۸۶)

آخر کار مرزا قادیانی کی ہزار کوششوں کے باوجود محمدی بیگم کا نکاح ان سے نہ ہو سکا، حالانکہ انہوں نے ''آسمانی فیصلہ'' میں یہ بھی کہا کہ:

''اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء کی پیش گوئی کا انتظار کریں جس کے ساتھ یہ بھی الہام ہے: اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ بات سچ ہے، ہاں مجھے اپنے رب کی قسم ہے کہ یہ سچ ہے۔ اور تم اس بات کو وقوع میں آنے سے روک نہیں سکتے۔ ہم نے خود اس سے تیرا عقد نکاح باندھ دیا ہے۔ میری باتوں کو کوئی بدلا نہیں سکتا اور نشان دیکھ کر منہ پھیر لیں (گے) اور قبول نہیں کریں گے اور کہیں گے کہ یہ کوئی پکا فریب یا پکا جادو ہے۔'' (ص:۴۰)

مرزا سلطان محمد نامی ایک شخص سے اس کی شادی ہوگئی۔ اس موقع پر مرزا قادیانی نے پھر پیش گوئی کی کہ:

''نفسِ پیش گوئی یعنی اس عورت کا اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ تقدیرِ مبرم ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی۔''

آگے اپنا الہام ان الفاظ میں بیان کیا:

''میں اس عورت کو اس کے نکاح کے بعد واپس لاؤں گا اور تجھے دوں گا اور میری تقدیر کبھی نہیں بدلے گی۔''

(مجموعہ اشتہارات، جلد:۲، ص:۴۳، طبع چناب نگر، ربوہ ۱۹۷۲ء)

لیکن محمدی بیگم بدستور اپنے شوہر کے گھر میں رہی اور مرزا قادیانی کے نکاح میں نہ آنا تھا نہ آئی۔ اور مرزا قادیانی ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو ہیضے کے مرض میں مبتلا ہو کر انتقال کر گئے۔ (حیاتِ ناصر، ص:۱۴)

محمدی بیگم اپنے خاوند مرزا سلطان محمد کے گھر تقریباً چالیس سال بخیر و خوبی آباد رہی اور لاہور میں ۱۹ رنومبر ۱۹۶۶ء کو فوت ہوئی۔

پروفیسر مسعود اختر ہزاری (لوٹن، برطانیہ)

شناخت کی چوری۔ایک سنگین جرم

عالمی قوانین کے مطابق کسی مخصوص شناخت کی چوری جرم ہے۔آج کے دور میں مختلف ممالک نے اپنے حالات اور ماحول کے مطابق ایسی قانون سازی کی ہوئی ہے جس کے مطابق Trade Marks، Copy Rights اور Designs وغیرہ کی چوری کو باضابطہ جرم قرار دیا گیا ہے اور اس کے مرتکب افراد کیلئے سزائیں مقرر کی ہیں تاکہ کسی کو جرأت نہ ہو کہ کسی کا مخصوص نام استعمال کر کے فوائد حاصل کرے یا غلط بیانی کی بنیاد پر لوگوں کو گمراہ کرے۔بازار میں ۲۰ پنس کی چاکلیٹ ٹکیہ یا ۱۰ پنس کی ماچس بیچنے والی کمپنی یہ گوارہ نہیں کر سکتی کہ اس کا برانڈ نام (Brand Name) کوئی چوری کرے اور اس کو استعمال میں لائے۔

اسلام ہمارے مذہب کا قرآنی (Brand Name) نام ہے۔اسے اللہ تعالیٰ نے منتخب کیا اور پسند بھی۔اس کے تحفظ اور بقاء کی خاطر ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان طائف میں وجودِ مبارک کو لہولہان کرایا۔غزوۂ احد میں دندان مبارک شہید کروائے اور طرح طرح کی مشکلات برداشت کیں۔یہ چمنستانِ اسلام ہی تھا جس کی آبیاری کے لیے صحابہ کرام اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم اور اُمّت کے بہترین افراد نے اپنا مقدس خون پیش کیا۔یہ کیسے ممکن ہے کہ اسلام کے Brand Name کو دن دیہاڑے چوری کرنے کی کوشش کی جائے اور مسلمان خوابِ خرگوش کے مزے لیتے رہیں۔ایسا کبھی نہیں ہوا اور نہ ہوگا۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصالِ مبارک کے کچھ ہی عرصہ بعد مسیلمہ کذاب نے اس شناخت کو چوری کرنے کی کوشش کرتے ہوئے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کے خلاف جہاد و قتال کیا۔

اسلام کی شناخت چرانے کے حوالے سے حالیہ دنوں میں کچھ واقعات برطانیہ میں بھی رونما ہوئے۔برطانیہ کے مختلف شہروں میں جماعت احمدیہ نے مقامی اور قومی اخبارات میں اشتہارات دیئے کہ وہ اپنا ۱۲۵ واں یومِ تاسیس منا رہے ہیں۔انہوں نے واضح طور پر اپنے آپ کو مسلمان کے طور پر متعارف کرایا اور مرزا غلام قادیانی کو نبی کے طور پر متعارف کراتے ہوئے اس کے نام کے ساتھ (Peace be Upone Him) کے الفاظ لکھے۔جب اشتہارات عام ہوئے تو مسلمان کمیونٹی سیخ پا ہوگئی۔اس کی وجہ ظاہر ہے کہ جب برصغیر پاک و ہند میں مرزا غلام قادیانی نے دعوائے نبوت کیا تھا تو مشائخ، علماء اور عوام الناس نے مل کر اس کی مخالفت کی جس کے نتیجے میں پاکستان کی پارلیمنٹ نے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا اور بعد ازاں دنیا بھر کے مسلمان ممالک نے اس کی تائید کی۔یہی وجہ ہے کہ یہ اگر قادیانی کے طور پر حقیقی اور اصلی اپنی شناخت کرادیں تو انھیں حرمین شریفین کی حاضری کی بھی اجازت نہیں ہے کیونکہ بحیثیت غیر مسلم وہ حج و عمرہ کا ویزہ حاصل نہیں کر سکتے۔پھر ۱۹۸۴ء میں امتناعِ قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا جس کے مطابق اسلامی شعائر مثلاً مسجد، کلمہ، مسلمان کے الفاظ استعمال کرنا ان کے لئے جرم قرار دیا گیا۔آئینِ پاکستان غیر مسلم اقلیت کے طور پر باقی اقلیتوں کی طرح قادیانیوں کا بھی احترام کرتا ہے اور حقوق دیتا ہے۔لیکن یہ قطعاً اجازت نہیں دیتا کہ وہ مسلمانوں کی شناخت چرائیں اور دھوکہ دہی سے اپنے آپ کو مسلمان لکھیں۔بلکہ آئین توڑنے کی صورت میں آرٹیکل ۶ کے تحت سخت ترین سزا ہے۔اس صورتِ حال میں جب کہ مسلمانوں

کے Brand Name پر ڈاکہ ڈالا جارہا ہو کیسے خاموش رہا جا سکتا ہے۔ اس ساری بحث کا آغاز مسلمانوں کی طرف سے نہیں بلکہ جماعت احمدیہ کی طرف سے ہوا ہے۔ اگر ہم جمع وتفریق کر کے مذہب احمدیت (قادیانیت) کی عمر بتاتے تو شاید نہ مانا جاتا لیکن جلی الفاظ میں انہوں نے اعلان کر دیا ہے کہ ''ہمارے مذہب کی عمر ۱۲۵ سال ہے'' جبکہ اسلام تو ۱۵ ویں صدی میں داخل ہو چکا ہے۔ اسلام پیغامِ محبت دیتا ہے، نفرتوں کو دور کرتا ہے۔ بحیثیت مسلمان ہم ایک غیر مسلم اقلیت کے طور پر قادیانیت کے ساتھ ہمدردی رکھتے ہیں۔ جہاں جہاں ان پر زیادتی ہوتی ہے اس کی مذمت کرتے ہیں لیکن اسلام اور مسلمانوں کی شناخت پر سمجھوتہ نہیں کر سکتے۔ یہ بھی ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ دیدہ ودانستہ ڈاکہ زنی کی واردات کر کے، چہرے پر معصومیت سجائے اگر کوئی صدا بلند کرے Lvoe For All Haterd For None تو یہ بھی مضحکہ خیز الفاظ کے گورکھ دھندے کے سوا کچھ بھی نہیں۔ دنیا میں بے شمار غیر مسلم لوگ آباد ہیں، مسلمان ان کے ساتھ مل جل کر رہ رہے ہیں پھر قادیانیوں کے خلاف سخت روی کیوں؟ اس بات کو سمجھنے کیلئے دو مثالیں ذہن نشین کر لیں، (۱) مذہب اسلام میں شراب کا پینا اور بیچنا حرام ہے۔ اگر کوئی مسلمان شراب بیچتا ہے تو یقیناً قابلِ مذمت ہے لیکن اگر وہ شراب کی بوتل پر آب زم زم کا لیبل لگا کر بیچے تو یقیناً جرم عظیم ہوگا۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ لوگوں کو حقیقت حال سے آگاہ کریں۔ خطرہ یہ ہے کہ کہیں لوگ بظاہر آبِ زم زم کا لیبل دیکھ کر عقیدت کی بناء پر اسے خرید کر پینا شروع نہ کر دیں۔ (۲) اسلام میں (Pork) خنزیر حرام قطعی ہے۔ اگر کوئی مسلمان بیچتا ہے تو گناہ ہے لیکن اگر اس کے اوپر ''قربانی کا گوشت'' کا لیبل لگا کر بیچنا شروع کر دے تو یقیناً مہم جوئی کر کے لوگوں کو آگاہ کرنا ضروری ہے کہ کہیں قربانی کے گوشت کے فضائل کی بنا پر وہ خنزیر کا گوشت خرید کر نہ کھاتے رہیں۔

تمام مذاہب اپنے اپنے طریقہ پر زندگی گزار رہے ہیں ہم اسلامی رواداری اور بین المذاہب ہم آہنگی کے اصولوں کے مطابق مل جل کر رہتے ہیں لیکن قادیانیت کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ اسلامی شناخت چوری کر کے لادینیت پر اسلام کا لیبل لگا کر پیش کرتے ہیں جو کہ ہمارے لئے ناقابل قبول ہے۔ اگر آج بھی یہ اسلام کا نام استعمال کرنا چھوڑ دیں اور اپنے آپ کو قادیانی کے طور پر متعارف کرائیں تو نہ صرف ہمیں اعتراض کوئی نہیں بلکہ دیگر غیر مسلموں کی طرح انہیں بھی ہماری ہمدردیاں حاصل ہونگی اور اگر ان کے دل کا شوق فراواں قابو سے باہر ہے اور وہ اپنے آپ کو مسلمان ہی رکھنا چاہتے ہیں تو پھر ان کے لیے اسلام کے دروازے ہر وقت کھلے ہیں۔ اسلام کے بنیادی عقائد بشمول عقیدہ ختم نبوت کو مان لیں اور تصدیق واقرار کر لیں کہ جو بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعوائے نبوت کرے وہ جھوٹا ہے تو آج بھی ہم ان کے استقبال کیلئے پلکیں بچھانے کے لئے تیار ہیں۔ اگر سوال یہ کیا جائے کہ یہ تو الزام ہے ہم نے کون سے شناخت چرائی ہے؟ تو میں انتہائی احترام سے گزارش کروں گا کہ کون سی اسلامی شناخت چھوڑی ہے جس کو نہ چرایا ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں مرزا قادیانی نبی، اہل بیتِ اطہار کے مقابلے میں مرزا قادیانی کے اہل خانہ اہل بیت، مرزا قادیانی کے دوست احباب کو صحابہ کے نام سے موسوم کرنا، مرزا قادیانی کی بیویوں کو امہات المومنین قرار دینا۔ مرزا قادیانی کی بیٹی کو سیدۃ النساء کے لقب سے پکارا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ ومدینہ کے مقابلے میں قادیان اور ربوہ کا تصور پیش کیا گیا اور اس طرح جنت البقیع کے مقابلے میں بہشتی مقبرہ بنایا گیا۔ علی ھذ القیاس اسلام کی Identity اور شعار کو استعمال کیا گیا جو کسی بھی مسلمان کیلئے ناقابل قبول ہے۔ میں آخر میں قادیانیوں کو دعوتِ فکر دیتا ہوں کہ آج بھی تائب ہو کر درِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اختیار کر لو تو راہ نجات ممکن ہے۔

حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

مبصر: محمد نعمان سنجرانی

●: ماہنامہ المدینہ (کراچی) ''عظمت والدین نمبر، اسوۂ حسنہ اور تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں۔''

مدیر اعلیٰ: قاری حامد محمود ضخامت: 258 صفحات　　قیمت: =/300 روپے

ملنے کا پتہ: ماہنامہ المدینہ، صائمہ ٹاورز، روم نمبر A-205، سیکنڈ فلور، آئی آئی چندریگر روڈ، کراچی

ماہنامہ ''المدینہ'' گزشتہ ۱۴ سالوں سے باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے اور ہر سال سیرت نمبر شائع کرتا ہے۔ اس سال خاص نمبر بعنوان ''عظمتِ والدین نمبر'' (اُسوۂ حسنہ اور تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں) شائع کیا ہے۔ یہ شمارہ تین ابواب پر مشتمل ہے:

عظمتِ والدین، مقامِ والدین، حقوقِ والدین۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلامِ برحق قرآن کریم کی سورۂ بنی اسرائیل میں اپنی بندگی و عبادت کے حکم کے متصل والدین سے حُسنِ معاملہ اور اُن کی فرماں برداری کا حکم فرمایا ہے۔ اسی طرح ہادیٔ عالم، شفیعِ اعظم حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیثِ مبارکہ میں والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے اور اُن کی خدمت کی تلقین و تاکید فرمائی ہے۔ سورۂ بقرہ میں ارشاد ہے:

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِ یْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ......الخ (بقرہ: ۸۳)

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا کہ اللہ کے سوا تم کسی کی عبادت نہ کرو گے اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ گے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ شرک کے بعد والدین کی نافرمانی بہت بڑا گناہ ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ ہے: **الکبائر الاشراک باللّٰہ و عقوق الوالدین و قتل النفس و الیمین الغموس.** (بخاری)

ترجمہ: کبیرہ گناہ یہ ہیں کہ کوئی آدمی اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے اور والدین کی نافرمانی کرے اور کسی جی کو ناحق قتل کرے اور جھوٹی قسم کھائے۔

قرآن و حدیث سے بے خبر لوگ آج کفار و مشرکین کی تقلید میں والدین کے مقام اور حقوق کو پامال کر رہے ہیں، بوڑھے والدین گھروں سے نکال کر انھیں ''اولڈ ہومز'' میں پہنچا رہے ہیں۔ اے کاش! مسلمان، کتاب اللہ، حدیث رسول اللہ اور اسوۂ حسنہ میں غور و فکر کر کے اپنے والدین کے حقوق ادا کرنے والے بن جائیں۔ جناب قاری حامد محمود مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے مختلف اصحاب قلم کے رشحات ''المدینہ'' کے عظمت والدین نمبر میں جمع کر کے ایک خوبصورت گلدستہ سجا دیا ہے۔

● **کتاب: مواعظ حافظ الحدیث (بیانات: حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ)　　قیمت: =/450 روپے**

مرتب: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ضخامت: 528 صفحات ناشر: جامعہ مخزن العلوم، عیدگاہ خان پور ضلع رحیم یار خان

''مواعظ حافظ الحدیث'' دراصل مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ کے ارشادات، بیانات و مواعظ کا مجموعہ ہے۔ مشہور قول ہے کہ: ''عالم کی ایک صحبت ہزار کتابیں پڑھنے سے بہتر ہے۔''

تفقہ فی الدین کے لیے علماءِ حق و صوفیاءِ کامل کی صحبت بہت اہمیت کی حامل ہے، اگر ایسی بابرکت مجالس و محافل کے فیوض و

برکات کسی عذر و مجبوری کی وجہ سے حاصل کرنے سے عاجز ہو، تو اس کے لیے علماء نے یہ طریقہ تجویز کیا ہے کہ ایسا آدمی بزرگانِ دین کے ملفوظات، ارشادات و مواعظ کا مطالعہ کرے۔ علماء فرماتے ہیں کہ یہ عمل علماءِ حق و صوفیاء کی صحبت میں حاضر رہنے کے برابر تو نہیں مگر اُن کے مواعظ و ارشادات کے مطالعہ کی برکت سے دین سمجھنے میں کافی و وافی ہو جاتا ہے۔

تقریباً سات آٹھ سال کی محنت شاقہ کے بعد مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور اُن کے ہمنواؤں نے مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ کے مواعظ و بیانات کو کیسٹ سے نقل کر کے کتابی شکل میں یکجا کیا اور اس عملِ صالح کو سرانجام دے کر ایک گرانقدر دینی خدمت کی سعادت حاصل کی ہے۔ مولانا عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند مولانا فضل الرحمٰن درخواستی کی تحریک، فرمائش اور تعاون سے یہ کتاب شائع ہوئی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس محنت کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور اس کتاب کو نافعِ عوام و خواص بنائے۔ آمین

● **کتاب: مرزا قادیانی، کون تھا؟ کیا تھا؟ ضخامت: 192 صفحات قیمت: درج نہیں**

ناشر: ادارہ تالیفات اشرفیہ، چوک فوارہ ملتان (مبصر: سید عطاء المنان بخاری)

عقیدۂ ختمِ نبوّت اسلام کی اساس ہے۔ اس کے بغیر ایمان مکمل ہو سکتا ہے نہ باقی رہتا ہے۔ اُمّتِ مسلمہ کا اس پر اجماع ہے کہ عقیدۂ ختمِ نبوّت کا منکر کافر و مرتد ہے۔ حضور خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں اسود عنسی، طلیحہ اور مسیلمہ کذاب نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تو آپ علیہ السلام نے اِن کذابوں اور مرتدوں کے قتل کا حکم دیا۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ان کے خلاف جہاد کر کے اُنھیں واصلِ جہنم کیا۔ تب سے اب تک مختلف زمانوں میں کئی لعینوں نے نبوت کے جھوٹے دعوے کیے اور ہر زمانے کے علماء و صلحا اور مشائخ و اکابر نے اُن کے خلاف، قلمی، علمی اور عملی جہاد کر کے عقیدۂ ختمِ نبوّت کے تحفظ کے لیے مثالی کردار ادا کیا۔

محترم اشتیاق احمد کے زیر ادارت شائع ہونے والے ''بچوں کا اسلام'' میں ''ختمِ نبوّت زندہ باد'' کے زیر عنوان مطبوعہ مضامین و اقتباسات کو جمع و مرتب کر کے ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان نے کتابی صورت میں شائع کیا ہے۔ بچوں نے دورانِ مطالعہ مختلف کتب و رسائل سے جن اقتباسات کا انتخاب کیا وہ اس کتاب میں شامل ہیں۔ عقیدۂ ختمِ نبوّت، تحفظ ختمِ نبوّت کی جدوجہد، فتنۂ قادیانیت کا محاسبہ اور اکابر علماء حق کے اخلاص و ایثار اور جہد و قربانی کے ایمان افروز واقعات کا یہ مختصر مگر جامع مجموعہ ہے۔

ایک گزارش جناب اشتیاق احمد سے اور ناشر کتاب سے ہے کہ واقعات کی چھان پھٹک اور تصحیح کے بعد انھیں شائع کیا جائے۔ نیز قارئین کو پابند کیا جائے کہ وہ جس کتاب یا مضمون سے اقتباس نقل کریں اس کتاب کا نام، مصنف اور صفحہ نمبر ضرور درج کریں۔ بعض واقعات بغیر حوالہ یا نامکمل حوالہ سے نقل کیے گئے ہیں۔

صفحہ ۴۸ پر ''میرا سلام کہنا'' کے زیر عنوان مولانا اللہ وسایا کی کسی تحریر کا اقتباس درج ہے۔ اس میں حضرت مولانا عبداللہ درخواستی کے سفر حج میں ایک خواب کا ذکر ہے کہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں فرمایا کہ: ''میرے بیٹے عطاء اللہ شاہ بخاری کو میرا سلام کہنا'' اور آگے لکھا کہ ''مولانا درخواستی نے واپس آ کر شاہ صاحب کو خواب سنایا تو شاہ صاحب تڑپ اُٹھے اور چارپائی سے نیچے گر کر بے ہوش گئے۔''

شاہ صاحب کا چارپائی سے نیچے گر کر بے ہوش ہونا خلافِ واقعہ ہے اور باقی بات درست ہے۔ اکابر سے متعلق واقعات کی اشاعت سے پہلے اُن کی صحت کا اہتمام نہایت ضروری ہے۔ کتاب خوبصورت اور لائقِ مطالعہ ہے۔

● **کتاب: منہاج نبوّت اور مرزا قادیانی مؤلف: مولانا مشتاق احمد چنیوٹی قیمت: درج نہیں**

ناشر: مکتبہ عشرہ مبشرہ، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور (0333-1450412) ضخامت: 96 صفحات

خاتم النبیین والمعصومین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اجراء نبوّت کا تصور اور عقیدہ سراسر کفر وارتداد ہے۔ مسیلمہ کذاب کے جانشین مرزا قادیانی (لعنۃ اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واعوانہ وانصارہٖ) نے بھی نبوّت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ علماء نے عالمانہ انداز میں بحث ومناظرہ کیا اور علمی دلائل کے ساتھ مرزا ملعون کے کفر کی مذمت کی، قادیانیت کا عوامی محاسبہ کیا۔ ضرورت تھی کہ سادہ انداز میں عوام کو مرزا قادیانی ملعون اور اس کے ماننے والے گروہِ مرتد کے کفر سے باخبر کیا جائے۔ مرزا قادیانی نے ایک جگہ لکھا ہے:

’’چاہیے کہ معیارِ نبوّت پر ہمیں پرکھ لیں۔‘‘ (ملفوظات: ج ۵، ص: ۲۵۷، طبع جدید)

مؤلف کتاب مولانا مشتاق احمد چنیوٹی نے مرزا کے اس مطالبے کو سامنے رکھتے ہوئے نبوّت کے ۴۱ معیار پیش کیے ہیں۔ تمام انبیاء علیہم السلام ان معیارات کا مصداق ہیں۔ مولانا نے اتمام حجت، عام مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت اور مرزا کے دھوکے سے بچانے کے لیے عام فہم اور سادہ زبان میں نہایت مضبوط دلائل پیش کیے ہیں۔ انھوں نے مرزا کی ذات، شخصیت وکردار، دعووں اور پیش گوئیوں کو بنیاد بنا کر ثابت کیا ہے کہ مرزا قادیانی جھوٹا ہے اور کسی بھی معیار پر پورا نہیں اُترتا ہے۔ یہ کتاب ردّ قادیانیت کے لٹریچر میں ایک خوبصورت اضافہ ہے۔ تحریک ختم نبوّت کے مبلغین اور کارکنوں کے لیے اس کا مطالعہ نہایت مفید ہے۔

● **کتاب: توہین رسالت کے مسلسل واقعات اور ہماری ذمہ داری۔ ترتیب: مفتی محمد عبداللہ تارڑ۔ ضخامت: 64 صفحات**

ناشر: مکتبہ القرآن، بیسمنٹ رسول پلازہ، امین پور بازار، فیصل آباد (041-2601919) قیمت: =/60 روپے

دنیا میں انبیاء ورسل علیہم السلام کی بعثت کے آغاز کے ساتھ ہی اُن کی مخالفت، توہین اور استہزاء کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اُن پر ایمان لانے اور اُن کی اطاعت وفرمان برداری کرنے والے اللہ کے صالح بندے بھی ہر زمانے میں موجود رہے۔ خیر وشر اور حق وباطل کی جنگ ہمیشہ سے جاری ہے اور تا قیامت جاری رہے گی۔

مولانا مفتی محمد عبداللہ تارڑ نے اپنے مختصر رسالہ میں انبیاء ورسل کی تاریخ، مقصدِ بعثت اور اُن کی دعوت وتبلیغ کے ردِعمل میں ہونے والی مخالفت اور توہین واستہزاء کے واقعات کی تاریخ کو جامع انداز میں تحریر کیا ہے۔ حضور خاتم النبیین محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کی مناسبت سے یہود ونصاریٰ کی طرف سے توہین آمیز واقعات پر قرآن وحدیث کی روشنی میں نقد کیا ہے۔ ہالینڈ، ڈنمارک، برطانیہ اور امریکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں توہین آمیز تحریروں، تصویروں، خاکوں، فلموں اور واقعات کے تسلسل کو یہود ونصاریٰ کے اسلام دشمن عزائم کا شاخسانہ ثابت کیا ہے۔ نیز توہین کا ارتکاب کرنے والوں کے عبرت ناک انجام سے خبردار کیا ہے۔ آخر میں مرزا قادیانی اور اس کی ذریت البُغایا کے توہین آمیز عقائد و واقعات کو تحریر کر کے قادیانیوں کے کفریہ عقائد وعزائم کو طشت از بام کیا ہے۔ مرتب رسالہ نے مغرب کی نام نہاد روشن خیالی اور آزادیٔ اظہار کی آڑ میں مکروہ وناپاک منصوبوں کا پردہ چاک کرتے ہوئے اُمّت مسلمہ کو اپنی دینی واعتقادی ذمہ داریوں کا احساس دلایا ہے۔ نہایت جامع اور مفید رسالہ ہے۔ جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد کے مہتمم وشیخ الحدیث مولانا محمد طیب عارفی نے ابتدائیہ تحریر کیا ہے۔

ادارہ

اخبار الاحرار

رپورٹ: قاری محمد قاسم، لاہور

ملک گیر احرار ختمِ نبوت کانفرنسوں کا احوال

قیام پاکستان کے بعد 1952ء میں قادیانی جماعت نے اپنی سرگرمیاں تیز کرتے ہوئے بلوچستان میں قادیانی ریاست کے خواب دیکھنے شروع کیے تو حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانی سازش کو سبوتاژ کرنے کے لیے میدانِ عمل میں آکر دینی قوتوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا اور مجلس احرارِ اسلام کی دعوت پر کُل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا قیام عمل میں آیا اور ملک گیر تحریک ختمِ نبوت شروع ہوئی لادین اور مفاد پرست حکمرانوں نے قادیانیوں اور انکے غیر ملکی آقاؤں کے نرغے میں آکر مارشل لاء نافذ کر کے تحریک ختمِ نبوت کو طاقت کے بل بوتے پر کچلنے کی کوشش کی اور 10 ہزار سے زائد عاشقان رسول کو گولیوں سے چھلنی کر دیا، مجلس احرارِ اسلام ہر سال مارچ کے مہینے میں ان شہدائے ختمِ نبوت کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لیے ملک بھر میں ختمِ نبوت کانفرنسیں منعقد کرتی ہے۔ جب شہدا ختم نبوت کی قربانیوں اور ان کی جرأت و بہادری کا تذکرہ آتا ہے تو ایمان میں تازگی آجاتی ہے۔ موسم بہار کے ساتھ ایمان کے باغ میں بہار آجاتی ہے، پھول کھلنے لگتے ہیں، ہر سو خوشبو مہک جاتی ہے پھر ایک عام مسلمان کے لئے بھی آقائے دو جہاں ﷺ کی ناموس کے لئے جان و مال اور اولاد قربان کرنا بالکل آسان ہو جاتا ہے بلکہ ایسا کرنے کو وہ سب سے بڑا اعزاز تصور کرتا ہے۔ تاریخ کے دامن میں ایسے واقعات بھی موجود کہ لوگ اللہ تعالیٰ سے رو رو کر دعائیں کرتے ہیں کہ یا اللہ میری جان و مال اور اولاد، ناموسِ رسالت کے لئے قبول فرما۔

۲۰۱۴ء کی پہلی کانفرنس ۲ مارچ بروز اتوار ایوان احرار نیو مسلم ٹاؤن میں قائد احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ شہدا ختم نبوت کانفرس کے مقررین نے کہا کہ ۱۹۵۳ء کے شہداء نے اپنے مقدس خون سے عقیدۂ ختم نبوت کی آبیاری کی اور شہداء جنگ یمامہ کی یاد تازہ کر دی۔ کانفرنس سے جامعہ اشرفیہ کے نائب مہتمم مولانا فضل الرحیم اشرفی، دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے شیخ الحدیث مولانا انوار الحق، پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی، مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب امیر سید محمد کفیل بخاری، اور سیکرٹری جنرل عبد اللطیف خالد چیمہ، اہلسنت والجماعت پنجاب کے صدر مولانا محمد اشرف طاہر، جمعیت علماء اسلام کے رہنما مولانا محبّ النبی اور سابق ایم پی اے حافظ میاں محمد نعمان مہتمم جامعہ فتحیہ اچھرہ، میاں محمد عفان ناظم اعلیٰ جامعہ فتحیہ کے علاوہ تنظیم اسلامی کے ظہور احمد، ممتاز دانشور صحافی اسرار بخاری اور حافظ شفیق الرحمٰن، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے رابطہ سیکرٹری قاری محمد رفیق وجھوی، علامہ ممتاز اعوان، عرفان محمود برق، سابق قادیانی مربی نذیر احمد، مجلس احرار اسلام سندھ کے امیر مفتی عطاء الرحمٰن قریشی مولانا حماد الرحمٰن لدھیانوی، مولانا تنویر الحسن، مولانا عبد اللہ مدنی تحریک طلباء اسلام پاکستان کے کنونیئر محمد قاسم چیمہ، مفتی عمران طارق اور دیگر مقررین نے خطاب کیا۔

دوسری کانفرنس مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی نائب ناظم قاری محمد یوسف احرار کی صدارت میں جامع مسجد ختم نبوت (مدرسہ ابی بن کعب) ریس کورس گراؤنڈ چندرائے روڈ لاہور میں منعقد ہوئی، سالانہ ختم نبوت کانفرنس کے مقررین نے کہا کہ شہدا ختم نبوت نے اپنے مقدس خون سے تحفظ ختم نبوت کی آبیاری کی اور کفر وارتداد اور اسلام کے درمیان نہ مٹنے والی لکیر کھینچ دی۔ یہ لکیر قیامت تک امریکہ اور عالم کفر ختم نہیں کر سکتے۔ انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے مرکزی سیکرٹری جنرل مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج، مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبد اللطیف خالد چیمہ، خطیب اسلام مولانا عبد الکریم ندیم، مولانا عبد الرشید، مولانا علیم الدین شاکر، میاں محمد اویس، قاری محمد قاسم، چودھری محمد ظفر اقبال ایڈووکیٹ، اسرار بخاری اور دیگر نے شرکت و خطاب کیا۔ ان پروگراموں میں قائدین احرار، زعماء ملت، سیاسی و مذہبی رہنماؤں اور دانشور حضرات نے اپنے بیانات میں واضح کیا کہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور ان

کے قافلے نے حریت فکر پیدا کی اور انگریز سامراج کو برصغیر سے نکلنے پر مجبور کردیا، قائدینِ مجلس احرارِ اسلام نے انگریز کے برصغیر سے جانے کے بعد انتخابی سیاست سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہوئے ملک میں اسلامی نظام کا نفاذ اور عقیدۂ توحید وختمِ نبوت اور ناموس صحابہ کے تحفظ کے لیے جدوجہد شروع کردی۔ شمع رسالت کے پروانوں نے اپنی جانوں کے نذرانے دے کر عقیدۂ ختم نبوت کو قانونی تحفظ دینے کا مقصد حاصل کرلیا۔ اسلام کے نام پر حاصل کردہ پاکستان کو اسلامی ملک بنانے کا مقصد ابھی تشنہ تکمیل ہے اور پاکستان کے دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث مسلکی اختلاف کے باوجود نفاذ شریعت کے لئے جہد مسلسل میں مصروف ہیں۔

تیسری کانفرنس ۲۸ مارچ ۲۰۱۴ء کو چناب نگر مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیراہتمام ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے دس ہزار شہداء کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے چناب نگر کی جامع مسجد احرار میں منعقد ہوئی۔ قائد احرار سید عطاء المہیمن شاہ بخاری کی زیر صدارت ۳۶ ویں دوروزہ سالانہ شہداء ختم نبوت کانفرنس سے مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب امیر پروفیسر خالد شبیر احمد، سید محمد کفیل بخاری، مرکزی سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ، مولانا محمد مغیرہ، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے نائب امیر قاری شبیر احمد عثمانی، مفتی طاہر مسعود، مولانا لطف اللہ لدھیانوی، مولانا محمد ادریس چنیوٹی، مولانا حماد الرحمٰن لدھیانوی، قاری عبدالکریم ندیم، مولانا خلیل احمد اشرفی، اور دیگر مقررین نے خطاب کیا قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہٗ نے کہا کہ شہداء ختم نبوت کو خراج عقیدت پیش کرنے کا سب سے بہترین طریقہ یہ ہے کہ عالمی کفر اور عالمی جبر کا راستہ روکا جائے۔ جس طرح شہداءِ جنگ یمامہ اور شہداءِ ۱۹۵۳ء نے روکا تھا۔ انھوں نے کہا کہ مارشل لاء کا جبر سب سے پہلے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء پر آزمایا گیا اور لاہور کے مال روڈ کو لہولہان کردیا گیا، شہدا کے قاتلوں کو کبھی معاف نہیں کیا جا سکتا۔ انھوں نے کہا کہ اس ملک میں عدم استحکام اور افراتفری وانتشار اور اقتصادی بدحالی، وبدامنی کے ذمہ دار وہ حکمران ہیں جنھوں نے ۶۷ سالوں میں اسلام کے نظام ریاست وسیاست کو عملاً نفاذ سے انحراف برتا اور قیام ملک کے اصل مقصد سے غداری کی۔

چیچہ وطنی جو کہ ’’شہرِ ختمِ نبوت‘‘ کے نام سے پہچانا جاتا ہے، مذہبی لحاظ سے چیچہ وطنی قیام پاکستان سے قبل سے لے کر آج تک ایک حساس شہر ہے، تحریک ختمِ نبوت 1953ء، 1974ء اور 1984ء میں چیچہ وطنی کے باسیوں نے بھرپور حصہ لیا، مجلس احرارِ اسلام کا ذونل آفس بھی یہاں قائم ہے جس کے زیرانتظام متعدد دینی ادارے اپنے کام میں مصروف عمل ہیں، مجلس احرارِ اسلام کے زیراہتمام 3/اپریل کو جامع مسجد چیچہ وطنی میں قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری کی زیرسرپرستی اور مجاہدِ ختمِ نبوت عبداللطیف خالد چیمہ کی زیرنگرانی ایک روزہ عظیم الشان سالانہ ’’ختم نبوت کانفرنس‘‘ کے مقررین نے کہا کہ قادیانی ریشہ دوانیاں بڑھتی جارہی ہیں۔ عقیدۂ ختمِ نبوت وحدت اُمت کی بنیاد ہے اِسی بنیاد کے تحفظ کے لیے 1953ء میں مجاہدینِ ختمِ نبوت نے سینے تان کر فتنۂ اِرتداد کا مردانہ وار مقابلہ کیا، کانفرنس سے خطیب اسلام مولانا محمد رفیق جامی (فیصل آباد) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے نائب امیر سید محمد کفیل بخاری، جماعت اسلامی پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، جمعیت علماء پاکستان (نورانی) کے مرکزی سیکرٹری جنرل پیر محمد محفوظ مشہدی (ایم پی اے) اور سردار محمد خان لغاری، اہلسنت والجماعت کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں، متحدہ جمعیت اہلحدیث کے امیر سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، مفتی عطاء الرحمٰن قریشی (کراچی)، مولانا سید عطاء المنان بخاری، حاجی احسان الحق فریدی، شیخ اعجاز احمد رضا، حافظ محمد اکرم احرار، حافظ محمد عابد مسعود، قاری زاہد محمود، حافظ محمد حسان معاویہ، تحریک طلباء اسلام پاکستان کے کنوینئر محمد قاسم چیمہ، محمد احسن دانش اور دیگر مقررین نے خطاب کیا۔ کانفرنس کی قراردادوں میں کہا گیا کہ ملک کی اسلامی ونظریاتی شناخت کے خلاف سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے گا اور شہداءِ ختمِ نبوت کے مشن کی تکمیل کے لیے پوری قوت سے جدوجہد جاری رکھی جائے گی، امریکی کانگریس کے ارکان اور کاکس کی طرف سے قادیانیوں کے حوالے سے دباؤ کو سرکاری سطح پر مسترد کرنے کا باضابطہ اعلان کیا جائے۔ قادیانیوں کے روزنامہ الفضل سمیت تمام اخبارات وجرائد کے ڈیکلریشن منسوخ کیے جائیں۔ ایک قرارداد میں مطالبہ کیا گیا کہ قیام ملک کے اصل مقصدِ نفاذِ اسلام کے لیے عملی اقدامات کئے جائیں، 1973ء کے آئین کی روشنی میں اسلامی نظریاتی کونسل کے کردار کو زندہ ومؤثر کیا جائے، کانفرنس میں مطالبہ کیا گیا کہ طالبان کے ساتھ مذاکرات کے عمل کو حکومت نیک نیتی کے ساتھ آگے بڑھائے اور مذاکرات کو سبوتاژ کرنے والی

قوتوں پر گہری نظر رکھی جائے۔کانفرنس میں مطالبہ کیا گیا کہ چناب نگر سمیت پورے ملک میں امتناع قادیانیت ایکٹ پر مؤثر عمل درآمد کرایا جائے اور قرار دادِ اقلیت کو ختم کرنے کے لیے امریکی دباؤ کو سرکاری سطح پر مسترد کرنے کا اعلان کیا جائے،کانفرنس کی ایک قرارداد میں کہا گیا ہے کہ سودی معیشت نے ملک کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے،حکومت سودی معیشت ختم کر کے غیر سودی نظام رائج کرے اور سود کے حق میں سپریم کورٹ سے اپیل واپس لی جائے،کانفرنس میں سندھ اسمبلی کی طرف سے اسلامی نظریاتی کونسل کو ختم کرنے کی قرارداد کو مسترد کرتے ہوئے کہا گیا کہ سندھ اسمبلی کی یہ قرارداد نظریۂ اسلام کی نفی اور آئین سے انحراف کے مترادف ہے،کانفرنس میں مفتی ھارون مطیع اللہ (کراچی)،میاں محمد اویس، قاری محمد یوسف احرار، ملک محمد یوسف، قاری محمد قاسم (لاہور) شیخ عبدالغنی، پیر جی قاری عبدالجلیل رائے پوری، پیر جی عبدالحفیظ رائے پوری، پیر جی عزیز الرحمٰن، انتظار احمد بھٹی، قاری محمد نعیم، قاری منظور احمد ساہیوال، پروفیسر جاوید منیر احمد،مولانا کلیم اللہ رشیدی، جمعیت علماء اسلام کے ضلعی جنرل سیکرٹری قاری سعید ابن شہید، قاری عبدالجبار،مولانا محمد اسماعیل قطری، قاری محمد اکرم ربانی،صوفی محمد شفیق عتیق،سرپرست پریس کلب رانا عبداللطیف اور دیگر رہنماؤں نے خصوصی شرکت کی مجلس احرارِ اسلام گزشتہ کئی برس سے ختم نبوت کانفرنسز کا انعقاد کرتی آرہی ہے،جس کا مقصد عوام الناس تک مرزائیت کی اصل حقیقت پہنچانا اور مرزائیت کے دجل وفریب کا پردہ چاک کرنا ہے۔تاکہ مسلمان ان کے دھوکے میں نہ آجائیں۔علاوہ ازیں کانفرنسز میں اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ قیام پاکستان سے قبل جس طرح مجلس احرارِ اسلام کا سٹیج تمام مکاتب فکر کے لیے ایک عمدہ اتحاد کا سبق دیتا تھا،آج بھی مجلس احرارِ اسلام اسی نہج پر کام کر رہی ہے اور تمام مکاتب فکر کے علماء کرام اور شیوخ اس سٹیج پر کام کرنے کو اپنا دینی شیوہ سمجھتے ہیں،علاوہ ازیں مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام 23/ مارچ کوٹوبہ ٹیک سنگھ،7اپریل کو جامع مسجد شیرانوالہ باغ گجرانوالہ،8/اپریل کو مسجد المعمور مدرسہ محمودیہ (ناگڑیاں گجرات)،10/اپریل کو راولپنڈی،11/اپریل کو جامع مسجد ابوبکر صدیق تلہ گنگ اور 24/اپریل کو دارِ بنی ہاشم ملتان میں قائدین احرار اور دینی وسیاسی شخصیات نے شہدائے ختم نبوت کانفرنسوں میں شہداء 1953ء کو خراجِ تحسین پیش کیا۔قارئین محترم یہ سلسلہ ابھی چلتا رہے گا اور مختلف شہروں میں توحید ختم نبوت کے پروانے شہدا کو خراجِ تحسین پیش کریں گے اور منکرین ختم نبوت کو دعوت اسلام کا فریضہ سرانجام دیں گے۔مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ متعدد اضلاع کے دورے اور ختم نبوت کانفرنسوں میں خطاب کے بعد 11/اپریل جمعۃ المبارک کی شام سرگودھا پہنچے اور اپنے میزبانوں ڈاکٹر محمد ظہیر حیدری اور مولانا محمد فاروق علوی خطیب مسجد عمر بن خطاب الفاروق کالونی سرگودھا کے ہمراہ اہلسنت والجماعت پاکستان کے نائب امیر مولانا محمد اکرم عابد کی یاد میں منعقدہ عظیم الشان ''خلیفۂ بلافصل کانفرنس'' کے عظیم الشان اجتماع سے خطاب کیا اور خلافت بلافصل،فتنۂ اِرتداد مرزائیہ اور منکرین صحابہ کے حوالوں سے نہائیت مدلل گفتگو کی جو پوری کانفرنس کا حاصل تھا،کانفرنس کے بعد وہ چناب نگر روانہ ہوگئے۔

☆......☆......☆

چیچہ وطنی (5/اپریل) تحریکِ آزادی وطن اور تحریک احرار کے رہنماء مولانا گل شیر شہید کے جانشین مولانا مفتی ہارون مطیع اللہ (کراچی) نے کہا ہے کہ شہداءِ ختم نبوت نے محض اللہ کی رضا کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے رہتی دنیا تک کے لیے ایک مثال قائم کردی،انھی کے نقشِ قدم پر چل کر ہم آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے منصبِ رسالت کا دفاع کر سکتے ہیں،مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی میں ایک دینی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ مجلس احرار اسلام کے رہنماؤں نے برصغیر میں حریتِ فکر کے جذبے کو پروان چڑھایا،مشکلات کو سینے سے لگایا اور انگریز کو ہندوستان سے نکل جانے پر مجبور کردیا۔

☆......☆......☆

گجرانوالہ (7/اپریل) تحریک ختم نبوت 1953ء دس ہزار شہداء کی یاد میں مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام مرکزی جامع مسجد شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ میں پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہدالراشدی کی زیرِ صدارت منعقدہ ''سالانہ ختم نبوت کانفرنس'' سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا ہے کہ شہداء ختم نبوت کے مشن کی تکمیل تک ہماری پر امن جدوجہد جاری

رہے گی، عقیدۂ ختم نبوت کے سلسلہ میں حکمرانوں اور سیاسی جماعتوں کو بھی اپنا کردار ادا کرنا چاہیے، کانفرنس سے مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب امیر سید محمد کفیل بخاری، سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ، مولانا تنویرالحسن، محمد الطاف الرحمٰن بٹالوی، محمد خاور بٹ ، قاری محمد سعید اور دیگر نے خطاب کیا۔ مولانا زاہدالراشدی نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ تحریک ختم نبوت تمام مکاتب کا مشترکہ مورچہ ہے، ہم اس مورچے کے سپاہی ہیں، اکابر احرار نے تحفظ ختم نبوت کیلئے جو کردار ادا کیا وہ ہمارا قومی، دینی وسیاسی ورثہ ہے، ہم اس ورثے کو اگلی نسلوں تک منتقل کرتے رہیں گے، یہی ہمارا ایمان وعقیدہ ہے۔ سید محمد کفیل بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ شہداء ختم نبوت نے اپنے مقدس خون سے ہماری منزل متعین کردی تھی اور وہ منزل ملک میں اسلامی نظام کا عملی نفاذ ہے۔ انھوں نے کہا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا نظام حیات ہی امن کی ضمانت دیتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ قادیانیت کے فتنے کی تباہ کاریوں سے امت کو بچانے کیلئے اکابر احرار اور علماء امت نے ایثار وقربانی کی لازوال مثالیں قائم کیں، ہم اس جدوجہد کے امین ہیں اور اس امانت کو تسلسل کے ساتھ آگے بڑھاتے رہیں گے۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ قادیانیت کوئی مذہب نہیں بلکہ ایک سیاسی تحریک ہے جو انگریز سامراج نے برصغیر کے مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لیے مرزا قادیانی کو کھڑا کیا، 1934ء میں قادیان میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم کے قافلۂ حریت نے دنیا پر قادیانیت کے کفر کو بے نقاب کر کے رکھ دیا۔ انھوں نے کہا کہ 1953ء میں حکمرانوں نے دس ہزار نفوسِ قدسیہ کو ریاستی طاقت سے شہید کر کے یہ سمجھا کہ تحریک کرش کردی گئی ہے، مگر 1974ء میں شہداء ختم نبوت کا خون بیگناہی رنگ لایا اور قومی اسمبلی میں 13 دن کی بحث کے بعد متفقہ طور پر لاہوری وقادیانی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا، اب اس فیصلے کے خلاف امریکی کانگریس اور بین الاقوامی لابیاں مورچہ زن ہیں لیکن مسلمان کسی صورت میں اس فیصلے کو ختم نہیں ہونے دیں گے۔ انھوں نے کہا کہ مسلم لیگ کی تاریخ قادیانیت نوازی سے بھری پڑی ہے ، نواز شریف کے پاس موقع ہے کہ وہ اس کی تلافی اور ازالہ کریں۔ انھوں نے کہا کہ قادیانی دستورِ پاکستان کے خلاف مسلسل لابنگ کر رہے ہیں اور آئینی فیصلوں کو تسلیم کرنے سے انکاری ہیں۔ حکومت بتائے کہ ربوہ میں اس کی رٹ کہاں ہے؟

☆......☆......☆

گجرات (8 / اپریل) مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام جامع مسجد المعمور ناگڑیاں (گجرات) میں منعقدہ 12ویں ''سالانہ شہداء ختم نبوت کانفرنس'' کے مقررین نے کہا ہے کہ حکومت قادیانیت نوازی ترک کر کے امتناع قادیانیت ایکٹ پر عمل درآمد کرائے اور قادیانیوں پر چیک رکھا جائے۔ کانفرنس سے مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب امیر سید محمد کفیل بخاری، سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ، مفتی ہارون مطیع اللہ (کراچی) مولانا تنویرالحسن (تلہ گنگ) مولانا محمد اکمل (ملتان) حافظ وحید خالد، قاری عطاء المحسن، قاری محمد اقبال ، حافظ محمد قاسم گجر اور دیگر نے خطاب کیا سید محمد کفیل بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ 1974ء کی قومی اسمبلی اور اعلیٰ عدالتیں لاہوری وقادیانی مرزائیوں کو کافر قرار دے چکی ہیں پھر بھی قانون پر عمل درآمد نہیں ہو رہا۔ انھوں نے کہا کہ دینی جدوجہد پر امن ہے اور اس پر دہشت گردی کا الزام لگانے والے خود انسانیت کے دشمن اور دہشتگرد ہیں انہوں نے نے کہا کہ قادیانیوں کی دہشتگردی اور ربوہ میں تیار ہونے والی خطرناک سازشوں کو حکومت چھپا رہی ہے۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ اسلام نافذ کیے بغیر ملک میں امن قائم نہیں ہوسکتا، اسلامی نظریاتی کونسل کیخلاف شور مچانے والے قومی سلامتی کے دشمن ہیں۔ انھوں نے کہا کہ 1953ء میں دس ہزار شہداء ختم نبوت کے سینے چھلنی کرنے والوں کو کبھی معاف نہیں کیا جاسکتا۔ مفتی ہارون مطیع اللہ نے کہا کہ اکابر احرار اور علماء حق نے تحفظ ختم نبوت کے لئے جو قربانیاں دیں وہ ہمارا قومی ودینی ورثہ ہیں، کانفرنس حافظ محمد ضیاء اللہ ہاشمی کی میزبانی میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں مولانا محمد الیاس، مولانا احسان اللہ، مولانا انیس الرحمٰن شوق، مولانا محمد عابد قاسمی، قاری شریف الدین، صوبیدار چودھری اللہ رکھا، کاظم اشرف احرار، مولانا محمد عابد، مولانا احسان اللہ بھٹر، مولانا شہزاد ریاض اور کئی دیگر حضرات نے شرکت کی بعد ازاں مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف

خالد چیمہ نے کھاریاں کے گاؤں ھوتہ میں ممتاز صحافی منصور اصغر راجہ کی طرف سے دیئے گئے ظہرانے میں شرکت کی، اس موقع پر مفتی ہارون مطیع اللہ، حافظ ضیاء اللہ، کاظم اشرف، قاری محمد اعجاز، حافظ محمد سلیم شاہ، راجہ اصغر علی اور دیگر حضرات بھی موجود تھے۔

☆......☆......☆

راولپنڈی (10 / اپریل) مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ شہداء تحریک ختم نبوت 1953ء نے اپنے مقدس خون سے فتنہ ارتداد مرزائیہ کی سازشوں کو ناکام بنایا اور وطن عزیز قادیانی ریاست بننے سے بچ گیا۔ مدرسہ دینیہ المصطفیٰ قرآن اکیڈمی نیو کٹاریاں راولپنڈی میں ’’تذکرہ شہداء ختم نبوت‘‘ کے سلسلے میں منعقدہ اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ قاری محمد زبیر کی میزبانی میں منعقدہ اجتماع سے وقاص سعید کے علاوہ اسامہ ہمدانی، سیف اللہ عارف، داؤد آفتاب اور محمد جمیل نے بھی خطاب کیا۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ ختم نبوت کے پہلے شہید سیدنا حبیب ابن زید انصاریؓ نے مسیلمہ کذاب کی نبوت کو ماننے سے انکار کر کے پہلے شہید ختم نبوت کا اعزاز حاصل کیا۔ انھوں نے کہا کہ قادیانی فتنے کے تدارک کیلئے ذہن سازی، لابنگ اور میڈیا کے محاذ کو مضبوط کرنا انتہائی ضروری ہے۔ انھوں نے کہا کہ 1953ء کی تحریک ختم نبوت کے مطالبات کیلئے اس وقت کے حکمرانوں نے جواب دیا تھا کہ امریکہ ہماری گندم بند کر دے گا جبکہ آج کے حکمران ڈالروں کے عوض قومی سلامتی کا سودا کر چکے ہیں۔ بعدازاں علماء کرام اور دینی کارکنوں کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دینی مدارس اور دینی جماعتوں کو سیکولر انتہا پسندی کا سامنا ہے، حالانکہ دینی ادارے امن و آشتی کے علمبردار ہیں جبکہ امریکہ اور عالمی استعمار دینی اداروں کو دہشت گردی کے اڈے قرار دے کر اپنی دہشت گردی اور انسان دشمنی چھپا رہا ہے، دنیا اور میڈیا کو انصاف کے تقاضے پورے کرنے چاہئیں، انھوں نے کہا طالبان کے ساتھ مذاکرات کے علاوہ کوئی آپشن ملک وملت کے حق میں نہیں ہے۔ اگر پرویز مشرف کو کوئی رعایت دی گئی یا کسی سازش کے تحت ملک سے باہر جانے دیا گیا تو اس کی ساری ذمہ داری حکومت وقت پر عائد ہوگی۔ انھوں نے کہا کہ پرویز مشرف ملک کا غدار اور لال مسجد کے شہداء کا قاتل ہے اس کو اپنے کیے کی سزا ملنی چاہیے۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے سندھ اسمبلی کی طرف سے اسلامی نظریاتی کونسل کو ختم کرنے کے مطالبے کی قرارداد کو قیامِ ملک کے اصل مقصد نفاذِ اسلام سے انحراف اور 1973ء کے آئین سے متصادم قرار دیتے ہوئے اس کی شدید مذمت کی ہے۔

☆......☆......☆

تلہ گنگ (11 / اپریل) تحریک مقدس ختم نبوت 1953ء کے دس ہزار شہداء کی یاد میں مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام جامع مسجد ابوبکر صدیق تلہ گنگ میں ’’سالانہ شہداء ختم نبوت کانفرنس‘‘ سے خطاب کرتے ہوئے مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ تاریخ اسلام میں سب سے پہلا اجماعِ امت عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ پر ہوا جب خلیفہ بلافصل سیدنا صدیق اکبرؓ نے خلافت سنبھالنے کے بعد فتنہ ارتداد مسیلمہ کذاب کے خلاف لشکر کشی کیلئے صحابہ کی جماعت کو روانہ کیا، اسی کو جنگ یمامہ کہتے ہیں جس میں گیارہ سو صحابہ کرامؓ شہید ہوئے۔ انھوں نے کہا کہ قادیانی فتنے کے تعاقب کے لیے 1953ء میں تحریک چلی اور اس وقت کے حکمرانوں نے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کی بجائے دس ہزار فرزندان اسلام کے سینے گولیوں سے چھلنی کیے، اس وقت کے حاجی نمازی حکمرانوں نے کہا کہ اگر قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا تو امریکہ ہماری گندم بند کر دے گا۔ انھوں نے کہا کہ آج کے حکمران بھی ڈالروں کے عوض قوم کی بیٹیوں اور ملکی وقار امریکہ کو فروخت کر چکے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ بھٹو مرحوم نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جبکہ آج کے مسلم لیگی حکمران قادیانیوں کو پرموٹ کر رہے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ اقتدار کی راہداریوں میں قادیانی کثرت سے موجود ہیں۔ کانفرنس میں مطالبہ کیا گیا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کے کردار کو زندہ، مؤثر اور لاگو کیا جائے۔ سودی معیشت کا خاتمہ کر کے غیر سودی نظام رائج کیا جائے۔ امتناعِ قادیانیت ایکٹ پر مؤثر عمل درآمد کرایا جائے۔ کانفرنس سے مولانا تنویر الحسن نے بھی خطاب کیا۔

☆......☆......☆

چناب نگر (12 را پریل) ہفتہ کو مولانا محمد مغیرہ خطیب جامع مسجد احرار چناب نگر کے ہمراہ محلّہ نصرت آباد چناب نگر گئے بعدازں مسلم کالونی میں قاری شبیر احمد عثمانی اور پھر چنیوٹ میں احرار کے مرکزی نائب امیر جناب پروفیسر خالد شبیر احمد سے ملاقات کی اس کے بعد جناب محمد حنیف مغل سے مل کر دفتر احرار چنیوٹ پہنچے جہاں بعد نماز ظہر انھوں نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ: ایوانِ اقتدار کی راہداریوں میں قادیانی پہلے سے زیادہ کثرت سے نظر آرہے ہیں اور آج کل وزیر اعلیٰ پنجاب کا سپیچ رائٹر عطاء الحق (اے حق) بھی سکہ بند قادیانی ہے۔ اس موقع پر خطیب جامع مسجد احرار چناب نگر مولانا محمد مغیرہ، حافظ محمد طیب چنیوٹی، مہر اظہر حسین وینس، حافظ محمد سلیم شاہ، تحریک طلباء اسلام کے رہنما طلحہ شبیر اور دیگر بھی موجود تھے۔ انھوں نے کہا کہ امریکی کانگریس اور بین الاقوامی ادارے قانون توہین رسالت اور تحفظ ختم نبوت سے متعلق قوانین کو ختم کرنے کیلئے دباؤ بڑھا رہے ہیں۔ ایک سوال کے جواب میں انھوں نے کہا کہ چناب نگر میں حکومت کو مسلمان دکانداروں کیلئے مسلم مارکیٹ قائم کرنی چاہیے، انھوں نے یہ مطالبہ بھی کیا کہ چناب نگر کے تمام مکینوں کو مالکانہ حقوق دیے جائیں۔ انھوں نے کہا کہ مسلم لیگ کی تاریخ اسلام دشمنی سے بھری پڑی ہے، 1953ء میں دس ہزار عاشقانِ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے گولیوں سے چھلنی کر دیئے گئے لیکن قادیانیوں کو اقلیت قرار نہ دیا گیا اور اُس وقت کے وزیر خارجہ موسیو ظفر اللہ خاں نے بیرون ممالک سفارت خانوں کو قادیانی ارتدادی تبلیغ کے اڈوں میں تبدیل کر دیا تب کے حکمرانوں نے کہا تھا کہ اگر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تو امریکہ ہماری گندم بند کر دے گا آج کے حکمران یہ کہہ رہے ہیں کہ امریکہ ہمارے ڈالر بند کر دے گا اسی لئے امتناع قادیانیت ایکٹ پر عمل درآمد نہیں ہو رہا۔ پریس کانفرنس میں مولانا محمد مغیرہ نے مطالبہ کیا کہ چوکی پولیس چناب نگر کی پختہ عمارت تعمیر کی جائے تا کہ پولیس اہل کار آسانی سے اپنے فرائض انجام دے سکیں، قائد احرار ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ العالی پیرانہ سالی کے باوجود ہمت کے ساتھ قافلۂ احرار کو لے کر آگے بڑھ رہے ہیں، اللہ تعالیٰ انھیں صحت کاملہ عاجلہ عطا فرماویں اور ان کا سایہ تادیر ہم پر قائم رہے، آمین۔

☆......☆......☆

ملتان (18 را پریل) مدارس اسلامیہ کو قومی دھارے میں لانے کا مطالبہ لایعنی ہے۔ ہماری قومیت اسلام ہے اور ہمارا وطن اتباع محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کچھ نہیں۔ حکمران عصری تعلیمی اداروں کو قومی دھارے میں لانے کی کوشش کریں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رِٹ کی باغی ہم سے ریاست کی رِٹ کو تسلیم کرنے کا مطالبہ کس منہ سے کرتے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی امیر مولانا سید عطاء المہیمن بخاری نے جامع مسجد ختم نبوت، دار بنی ہاشم ملتان میں اجتماع جمعہ سے خطاب میں کیا۔ انھوں نے کہا کہ قیام پاکستان سے لے کر اب تک مقتدر طبقوں نے اللہ کی رِٹ کو تسلیم نہیں کیا۔ حکمرانوں کی سرپرستی اور حفاظت میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باغی و گستاخ پھل پھول رہے ہیں۔ حکمرانوں کے اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے قوانین کو بھی منکرین ختم نبوت تسلیم کرنے سے عاری ہیں اور کھلم کھلا ان کے خلاف سرگرمِ عمل ہیں۔ انھوں نے مزید کہا کہ مسلمانوں کا قومی دھارا صرف اور صرف محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہے، ہم حکمرانوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ بھی قومی دھارے میں آجائیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس محبت اور اتباع کو زبانی جمع خرچ کے سیاسی بیانات سے نہیں اپنے عمل سے ثابت کریں۔

☆......☆......☆

چیچہ وطنی (21 را پریل) مکتب تعلیم القرآن کے تعاون سے دارالعلوم ختم نبوت کے زیر اہتمام مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی میں عبداللطیف خالد چیمہ کی زیر صدارت ''القرآن کنونشن'' منعقد ہوا جس میں مکتب تعلیم القرآن کے مسئول مولانا محمد عرفان نے درجہ ناظرہ اور درجہ حفظ قرآن پاک کے طلبہ میں بنیادی دینی علم اور اجتماعی شعور بیدار کرنے کے حوالے سے مکتب تعلیم القرآن کے پروگرام کی افادیت سے آگاہ کیا۔ حافظ محمد عابد مسعود نے بھی خطاب کیا جبکہ حضرت پیر جی قاری عبدالجلیل رائے پوری، پیر جی قاری عبدالرحمٰن، مولانا احمد ہاشمی، شیخ عبدالغنی، ڈاکٹر حافظ عطاء الحق اور دیگر ممتاز شخصیات نے خصوصی طور پر شرکت کی۔

مسافرانِ آخرت

● **جناب خالد جاں باز رحمۃ اللہ علیہ:** تحریک آزادی اور مجلس احرارِ اسلام کے معروف رہنما جناب غلام نبی جاں باز رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے فرزند جناب خالد جاں باز ۶؍ اپریل ۲۰۱۴ء کی شب لاہور میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وہ مجلس احرارِ اسلام شالیمار ٹاؤن لاہور کے جنرل سیکرٹری تھے، مجلس احرارِ اسلام سے وابستگی انھوں نے اپنے والد ماجد مرحوم سے ورثہ میں پائی تھی۔ تمام عمر محنت مزدوری کر کے رزق حلال کمایا اور اپنی اولاد کو دینی تعلیم سے آراستہ کیا۔ خاموش طبع مگر ہنس مکھ تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، اخلاق وسیرت کے پیکر اور نہایت صالح انسان تھے۔ ۷؍ اپریل کو اُن کی نمازِ جنازہ مجلس احرارِ اسلام کے مرکزی نائب امیر سید محمد کفیل بخاری نے پڑھائی۔ مبلغ احرار مولانا تنویر الحسن، مولانا محمد سفیان قصوری اور لاہور کے احرار کارکنوں کے علاوہ دینی وسیاسی کارکنوں کی کثیر تعداد نے نمازِ جنازہ میں شرکت کی۔ ممتاز دینی رہنما مولانا قاری منصور احمد اور دیگر علماء نماز جنازہ میں شریک تھے۔ مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر ابنِ امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری، سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ، سیکرٹری نشر واشاعت میاں محمد اویس اور دیگر رہنماؤں نے مرحوم کے فرزند محمد عمر، بھائی محمد طارق اور خاندان کے تمام پسماندگان سے اظہارِ تعزیت کیا ہے اور مرحوم کی مغفرت کی دعا کی ہے۔

● **حافظ عبدالرحیم نیاز رحمۃ اللہ علیہ:** مجلس احرارِ اسلام ضلع رحیم یار خان کے ناظم اور مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن جناب حافظ عبدالرحیم نیاز ۲۲؍ اپریل ۲۰۱۴ء کو رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرکزی نائب امیر سید محمد کفیل بخاری ملتان سے بھائی جام ریاض احمد اور سعید احمد کے ہمراہ رحیم یار خان پہنچے اور بعد نمازِ مغرب اُن کی نماز جنازہ پڑھائی۔ انھوں نے شرکاءِ جنازہ سے اپنے تعزیتی خطاب میں کہا کہ: ’’حافظ عبدالرحیم نیاز چوہان رحمۃ اللہ علیہ مجلس احرارِ اسلام کا قیمتی اثاثہ تھے۔ وہ چالیس برس سے جماعت کے ساتھ وابستہ تھے۔ سیاسی موسموں کے تغیرات اُن کی احرار سے وابستگی کو متزلزل نہ کر سکے۔ وہ دکھ، سکھ اور مشکل وراحت کے ساتھی تھے، جہاں بھی رہے اپنی جماعتی شناخت کے ساتھ رہے۔ اعلیٰ اخلاق اور جماعت کے لیے بے پناہ ایثار کی خوبیوں سے متصف تھے۔ کبھی کسی کو تکلیف نہیں پہنچائی۔ مسلم چوک بائی پاس رحیم یار خان میں مسجد ختمِ نبوّت تعمیر کرائی۔ نمازوں کی امامت بھی کراتے اور اجتماعِ جمعہ سے خطاب بھی کرتے۔ ضلع رحیم یار خان میں مجلس احرارِ اسلام کی بقا واستحکام کا وہ ایک مضبوط ذریعہ تھے، احرار سے اُن کی وفاؤں کو کبھی فراموش نہیں کیا جائے گا۔ حق تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائیں۔‘‘ (آمین)۔ حافظ صاحب مرحوم، مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن اور بزرگ احرار کارکن، مولانا فقیر اللہ کے چھوٹے بھائی اور جماعت کے کاموں میں اُن کا دست وبازو تھے۔ قائد احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری، جناب عبداللطیف خالد چیمہ، پروفیسر خالد شبیر احمد، میاں محمد اویس اور مولانا محمد مغیرہ نے حافظ صاحب مرحوم کے فرزند محمد مغیرہ، بھائی مولانا فقیر اللہ، دیگر تمام بھائیوں اور پسماندگان سے اظہارِ تعزیت کرتے ہوئے مرحوم کی مغفرت کی دعا کی ہے۔

● **ہمشیر مرحومہ میاں محمد اویس:** مجلس احرارِ اسلام کے مرکزی ناظم نشر واشاعت جناب میاں محمد اویس (لاہور) کی پھوپھی زاد ہمشیر ۱۳؍ اپریل کو طویل علالت کے بعد لاہور میں انتقال کر گئیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی حسنات قبول فرمائے اور مغفرت فرما کر اعلیٰ علیّین میں جگہ عطاء فرمائے تمام لواحقین کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ (آمین)

قارئین سے درخواست ہے کہ ایصالِ ثواب اور دعاءِ مغفرت کا خصوصی اہتمام فرمائیں (ادارہ)

Black 165 lpi at 45 degrees

آیئے! اللہ تعالیٰ سے دعا کے ساتھ سود اور سودی قرض کے خلاف جنگ کا آغاز کریں!

ادائیگی قرض کی دعائیں

۱) ...... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غلام نے عرض کیا میں اپنے آقا کو رقم ادا کر کے جلدی آزادی چاہتا ہوں۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں تجھے دو کلمے سکھلا دیتا ہوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھلائے تھے۔ اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا اللہ تعالیٰ ادا کر دے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ۔

''الٰہی! حاجتیں پوری کر میری حلال روزی سے اور بچا حرام سے اور بے پروا کر دے مجھ کو اپنے فضل کے ساتھ اپنے ماسوا سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

۲)...... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مقروض ہو گیا تھا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہیں وہ کلام سکھلا دیتا ہوں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تیرا غم دور اور قرض ادا کر دے گا، صبح و شام یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسْلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ۔

''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں فکر و غم سے اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں ناتوانی اور سستی سے اور بچاؤ چاہتا ہوں آپکے ساتھ بخل اور بزدلی سے اور پناہ میں آتا ہوں آپ کی قرض کے غلبے اور لوگوں کے سخت دباؤ سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

مرتبہ مولانا محمد امین معلم اسلامیات Tel:041-8814908

دعاؤں کے طالب

CARE کئیر
PHARMACY فارمیسی
Trusted Medicine Super Stores

Head Office: Canal View, Lahore

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ! فیصل آباد میں 9 برانچز آپ کی خدمت کیلئے 24 گھنٹے کھلی ہیں۔